اللہ اعلیٰ و اجل

R.N-8319/64

REGD.NO:H-494

ضلع کرنول سے شائع ہونے والا اردو کا مذہبی واحد اخبار

پندرہ روزہ

عزیز کرنول

ایڈیٹر:- عبدالعزیز رحمانی

(ماہانہ ایڈیشن)

قیمت سالانہ
معاونین سے :- آٹھ روپے
عام خریداروں سے :- پانچ روپے

شمارہ (۱۲-۱۳)	یکم جون ۱۹۶۷ء مطابق ۲۱ صفر المظفر ۱۳۸۷ھ روز پنجشنبہ	جلد (۳)

حمد باری تعالیٰ

کھلا ہے مدرسہ روزِ ازل ہی سے محبت کا
سبق محبوب نے پہلے پڑھا ہے عشق و الفت کا

دوئی کا نام کیا ہر چیز میں ہے رنگ وحدت کا
جہاں میں ذرّہ ذرّہ ہے معمہ تیری قدرت کا

کہیں مچھر سبب ہوتا ہے خود سر کی ہلاکت کا
کہیں مکڑی کا جالا قلعہ ہوتا ہے حفاظت کا

طلب پر بھی کہیں تیری طرف سے لن ترانی ہے
کہیں خود آپ بلوا کر شرف دیتا ہے رویت کا

کہیں ہو، کوئی ہو، پہچانتا ہے کچھ نہ کچھ تجھ کو
ترا اقرار بھی اک جزو ہے انساں کی فطرت کا

یہ بر و بحر یہ شمس و قمر یہ انجم و افلاک
زبانِ حال سے پڑھتے ہیں کلمہ تیری قدرت کا

مجھے پیدا کیا، انساں بنایا عقل و حکمت دی
سرِ خاکی پہ رکھا تاج انوارِ خلافت کا

اگر ہر ہر بنِ مو سے رہوں محو ثنا تا مرگ
نہیں ممکن ادا ہو شکر تیری ایک نعمت کا

ترے الطاف سے ماں باپ کی شفقت کو کیا نسبت
کہ خود ان کی محبت بھی اثر ہے تیری رحمت کا

تولد ہوتے ہی ہر طفل چلّا کر جو روتا ہے
مگر ہوتا ہے صدمہ عالمِ بالا کی فرقت کا

مجھے مقصود ہے تیری رضا ہوں بندۂ تسلیم
نہ مجھ کو خوف دوزخ کا نہ مجھ کو شوق جنت کا

فنا ہو جاؤں، بلکہ فنا بھی خود فنا ہو جائے
الٰہی اس طرح نقشہ جمے دل پر محبت کا

نہ ہو مایوس فاضلؔ جس نے لاکھوں نعمتیں دی ہیں
کل اس مالک کو کیا مشکل ہے دینا ایک جنت کا

(حضرت علامہ محمد حسام الدین فاضلؔ رحمۃ اللہ علیہ)

ایک تعارف

ڈاکٹر ذاکر حسین خاں

ذاکر صاحب نے ایک بار کہا تھا۔ زندگی ایک مشن ہے۔ ہمیشہ اعلیٰ مقاصد کے لئے جد و جہد کرتے رہنا۔

انہوں نے کہا وہ محور جس پر تمام قدرتی زندگی گردش کرتی ہے۔ وہ محور سکھ و راحت کا نہیں بلکہ ترقی اور تنزلی کا ہے۔ وہ نفع و نقصان کا محور نہیں بلکہ وہ محور ہے خود شناسی اور کسر نفسی کا۔ وہ محور نہیں خود کی جستجو کا بلکہ وہ محور ہے خدمت و ایثار کا۔

ذاکر صاحب نے اپنی زندگی [illegible] اس کا بہت اچھا نمونہ [illegible] ہے۔ جس محور پر ان کی زندگی گردش کرتی رہی وہ [illegible] خدمت کا محور ہے [illegible] اور مشن انسانی زندگی کی آزادی کا۔

ابتدائی زندگی میں انہوں نے علی گڑھ مسلم یونیورسٹی سے ایم اے [illegible] کرنے کے بعد انہوں نے تمام وقت کو [illegible] تعلیم [illegible] میں لگا دیا [illegible] خیال سے [illegible]۔ انہوں نے اپنے آپ کو [illegible] سیاست سے بالکل الگ رکھا [illegible] بہت سے لوگ [illegible] اپنا [illegible] رکھ سکے۔

[illegible] یقین رکھتے تھے کہ [illegible] [illegible] ہندوستان [illegible]

[illegible] علی گڑھ مسلم یونیورسٹی کے وائس چانسلر [illegible] اس عہدہ پر [illegible] برس [illegible] کے رہنے [illegible] کے وائس چانسلر [illegible] اس عہدہ پر کام کیا۔

۱۹۶۲ء میں جب [illegible] تھی [illegible] کے سامنے بنیادی تعلیم [illegible] انہوں نے بنیادی تعلیم کی کمیٹی [illegible] ڈاکٹر ذاکر حسین خاں کو [illegible]۔ ڈاکٹر ذاکر حسین نے [illegible] انگریزی [illegible] کی [illegible] اس وقت ان کی

خواہش تھی کہ ڈاکٹر بنیں گے۔ انہیں کیا معلوم تھا کہ ایک دن وہ اس مختلف [illegible] کی ڈاکٹریٹ حاصل کریں گے۔ انہوں نے برلن یونیورسٹی سے اقتصادیات (اکنامکس) میں ڈاکٹریٹ حاصل کی ہے۔ ڈاکٹر ذاکر حسین کے زمانہ طالب علمی میں ان کے سرپرست امام الہند مولانا ابوالکلام آزاد تھے جو اس زمانہ کے آتش بیان خطیب اور ادیب تھے [illegible] ذاکر صاحب [illegible] کے گہرے اثرات کا اعتراف کرتے ہیں۔

ان کا خیال ہے کہ ہر انسان زندگی میں خواہ وہ بڑا ہو یا چھوٹا کسی ذریعہ سے روشنی اور رہنمائی حاصل کرتا ہے جب ایک بچہ [illegible] کرتا ہے [illegible] اور میں نے بھی زندگی کی شمع کو [illegible] کے چراغ سے روشن کیا ہے۔

صدر جمہوریہ ڈاکٹر ذاکر حسین خاں ایک متوسط پٹھان خاندان میں حیدرآباد میں پیدا ہوئے تھے۔ ان کے والد ایک رئیس تھے۔ جب ڈاکٹر صاحب آٹھ برس کے تھے تو یہ خاندان حیدرآباد سے یوپی میں [illegible] آگیا۔ جہاں انہوں نے اسکول جانا شروع کیا۔

ان کی سیاسی زندگی کا آغاز ۵۵ برس کی عمر میں ہوا جب پہلی بار ان کی نامزدگی راجیہ سبھا کے لئے ہوئی۔ [illegible] سال بعد آپ بہار کے گورنر مقرر کئے گئے۔ ۱۹۶۲ء میں آپ نائب صدر جمہوریہ منتخب ہوئے۔

ڈاکٹر ذاکر حسین نے جو راجیہ سبھا کے [illegible] تجربہ [illegible] اور تمام سیاسی پارٹیوں کی [illegible] حاصل کی ہے [illegible] راجیہ سبھا کے ممبران کی اکثریت کے جذبات کی ترجمانی کی۔ جب ڈاکٹر صاحب کی خدمات کو خراج تحسین ادا کرتے ہوئے کہا [illegible] ایک ممتاز [illegible] جمہوریت [illegible] روایتی [illegible] ہندوستان سے [illegible]۔ [illegible] ڈاکٹر ذاکر حسین نے ان کے حقوق [illegible] اور [illegible] ان کی فراخدلی اور [illegible] کی شان میں بیان کیں۔

آج وہ ہندوستان کے صدر جمہوریہ ہیں اللہ مبارک کرے۔ آمین۔

سنکیانگ کے مسلمانوں کو اسلام سے بے تعلقی کا اعلان کرنے پر مجبور کیا جا رہا ہے

مساجد اور مذہبی مقامات کو تباہ کرنے کی مہم جاری

حاجی محمد حیات کا مکتوب

سرینگر۔ اپریل ۱۔ سرینگر میں مقیم سنکیانگ کے ترکستانی پناہ گزینوں کی انجمن کے صدر جناب حاجی محمد قاسم صاحب کو [illegible] سنکیانگ سے (۱۶) [illegible] پناہ گزینوں کے ادارہ کے صدر جناب [illegible] حیات صاحب نے ایک مکتوب روانہ کیا ہے جس میں بتایا گیا ہے کہ سنکیانگ کے مسلمانوں کو [illegible] ریڈ گارڈز ان کو اس بات پر مجبور کر رہے ہیں کہ وہ بجبر عام اسلام سے بے تعلقی کا اعلان کریں۔ مکتوب کے مطابق جو مسلمان ریڈ گارڈز [illegible] کی تعمیل نہیں کرتے انہیں روزگار سے محروم کر دیا جاتا ہے۔ سنکیانگ کے کارخانوں اور دفاتر میں کام کرنے والے ملازمین کو بھی بڑے پیمانے پر تکلیف [illegible] جناب حاجی حیات صاحب کو سنکیانگ سے [illegible] خبریں موصول ہوئی ہیں [illegible] بتایا گیا ہے کہ چینی کمیونسٹ [illegible] علاقہ میں مساجد اور مسلمانوں کے مقدس مقامات کے انہدام کی مہم شروع کر دی ہے۔ [illegible] مساجد ریڈ گارڈز اور چینی مسلح افواج کا [illegible] ہے۔ ایک مشہور جامع مسجد کو ٹریکٹروں [illegible] کے ذریعہ منہدم کیا جا رہا ہے۔

(بشکریہ آندھرا [illegible])

چینی مسلمانوں پر نئے مظالم

چین کی حکومت کے جارحانہ اقدامات

چین میں مسلمانوں کے خاتمہ کے لئے حکومت چین نے حالیہ جو اقدامات کئے ہیں اسکے سبب چینی مساجد بند ہو گئی ہیں ان کو بالکل ختم کیا جا رہا ہے حتیٰ کہ عمارتوں کو تباہ کیا جا رہا ہے۔ عربی زبان میں تعلیم پر پابندی عائد کر دی گئی ہے اور کلام پاک کے نسخوں کو ضبط کر لیا گیا ہے۔ چین میں حالیہ مردم شماری کے مطابق مسلمانوں کی تعداد ۲ کروڑ ہے چین میں کمیونسٹ حکومت قائم ہونے کے بعد سے آج تک یہ تیسرا موقع ہے کہ مسلمانوں کے خاتمہ کے لئے چین نے کوشش کی۔ پہلی بار ۱۹۵۲ء میں کی گئی دوسری ۱۹۵۸ء میں اور اب تیسری بار مسلمانوں کو ختم کرنے کے اقدامات کئے جا رہے ہیں۔ سنکیانگ جو چین کا بڑا شہر ہے وہاں کی مسلم آبادی ۳۰ لاکھ ہے۔ سنکیانگ میں مسلمانوں کے طبقوں میں ترکوں، ازبک اور کرغیز ہیں ان کے ثقافت کو ختم کرنے پر چینی حکومت پوری قوت صرف کر رہی ہے۔ حتیٰ کہ ان کو اپنی مادری زبان سے محروم کر دیا گیا ہے۔ مسلمان [illegible] آباد ہیں [illegible] کرتے اور زیادہ [illegible] چینی علاقہ [illegible] مسلمانوں کی دوسری بڑی آبادی چین میں [illegible] کے قریب واقع ہیں اور [illegible] مسلم آبادیاں مختلف شہروں میں آباد ہیں۔ پیکنگ، شنگھائی اور دوسرے شہروں میں [illegible] مسلمان [illegible] اور یہاں [illegible] مساجد تھیں جو [illegible] مسلمانوں کا [illegible] اور تجارت ہے اور بعض تاجر ایسے ہیں جو چینیوں سے زیادہ دولت مند ہیں۔ چین سے آمدہ اطلاعات کے مطابق مسلمان سخت [illegible] اور پریشانی کی حالت میں زندگی بسر کرنے پر مجبور ہو گئے ہیں۔

(بشکریہ آندھرا [illegible])

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

پندرہ روزہ

عزیز

کرنول

یکم جون ۱۹۶۷ء م ۲۱ صفر المظفر ۱۳۸۷ھ بروز پنجشنبہ

سیرت پاک صلی اللہ علیہ وسلم

بدر

دوران جنگ میں حضرت عکاشہ بن محصن رضی اللہ عنہ کی تلوار ٹوٹ گئی اور وہ تہی دست ہو گئے۔ نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے شکایت کی۔ آپ نے کسی درخت کی جڑ یا لکڑی اور کہا اے عکاشہ! اس سے مقابلہ کرو۔ حضرت عکاشہ نے وہ جیسے ہی ہلایا فی الحقیقت تلوار ہو گئی جیسے طویل اور سخت ہو گئی۔ لوہے کی طرح سفید اور چمکدار ہو گئی۔ حضرت عکاشہ نے اس کا نام عون رکھا۔ اسی سے جنگ کرتے رہے کہ اللہ نے مسلمانوں کو فتح دی۔ نیز حضرت عکاشہ تادم زیست تمام جہادوں میں اسی کو استعمال کرتے تھے یہاں تک کہ ایام ارتداد میں طلیحہ بن خویلد کے ہاتھ سے شہید ہوئے۔

یہی عکاشہ بن محصن ہیں کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا میری امت میں ستر ہزار آدمی جنت میں داخل ہوں گے۔ ان کے چہرے چودھویں کے چاند کی طرح چمکدار ہوں گے۔ حضرت عکاشہ نے درخواست کی کہ حضور! میرے لئے دعا کیجئے کہ اللہ مجھے ان میں داخل کرے۔ آپ نے دعا کی۔ پھر ایک انصاری کھڑے ہوئے اور خواہش کی کہ میرے لئے بھی دعا کیجئے مگر آپ نے دعا نہیں کی اور کہا یہ دعا عکاشہ کے لئے سبقت کر گئی اور ثابت ہو چکی۔

جب لڑائی ختم ہو گئی نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی فتح اور کفار کی شکست ہو گئی۔ کفار کے رؤساء اور سردار مارے گئے اور ان کی پلید اور متعفن لاشیں پڑی تھیں تو نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے حکم دیا کہ ان کی لاشیں کنوئیں میں ڈال دو۔ تمام لاشیں کنوئیں میں ڈال دی گئیں لیکن امیہ بن خلف کی لاش پھول کر لوہے کی قمیص میں پھنس گئی تھی۔ لوگ اس کو کچھ حرکت دیتے تو گوشت بکھر جاتا تھا۔ اسی لئے وہ کنوئیں تک نہیں لائی جا سکی بلکہ اس پر پتھر اور مٹی ڈال کر چھپا دی گئی۔

کنوئیں میں ڈالنے کے لئے قریش کے سردار عتبہ بن ربیعہ کو کھینچتے لائے اس وقت عتبہ کا بیٹا حضرت ابو حذیفہ بن عتبہ رضی اللہ عنہ نے اپنے باپ کی یہ حالت دیکھی تو کبیدہ خاطر ہوئے اور چہرے کا رنگ بدل گیا۔ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا شاید تیرے باپ کی حالت دیکھ کر تجھ کو رنج ہو گیا ہے۔ ابو حذیفہ نے کہا اللہ ہرگز نہیں یا رسول اللہ۔ البتہ میرا باپ صاحب الرائے تھا حلیم الطبع تھا اور قوم میں افضل اور بزرگ تھا۔ مجھے یقین تھا کہ اس کے یہ جلیل القدر صفات اس کے لئے ہادی اور رہبر بنیں گے۔ اب مجھے افسوس اور رنج ہے کہ اس کے صفات عالیہ اس کی ہدایت اور رہبری کا سبب نہ ہوئے۔ اور وہ اپنی جہالت اور ضلالت پر ہلاک ہوا۔ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے ابو حذیفہ بن عتبہ کے لئے دعائے خیر فرمائی۔

نبی صلی اللہ علیہ وسلم بذات خود کنوئیں پر تشریف لائے اور آواز دی۔ اے ابو جہل بن ہشام اے عتبہ بن ربیعہ اے فلاں اے فلاں کیا تم نے اپنے پروردگار کے وعدہ کو حق پایا؟ میں نے اپنے رب کے وعدہ کو حق پایا۔ حضرت انس بن مالک سے روایت ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو آدھی رات میں اہل مدینہ نے سنا آپ کنوئیں والوں کو پکارتے اور کہتے تھے

کیا اپنے رب کا وعدہ حق پایا؟ کیا تم نے بھی اپنے رب کے وعدہ کو پایا ہے؟ صحابہ رضی اللہ عنہم نے کہا یا رسول اللہ آپ ان لوگوں کو پکارتے ہیں جو مر گئے سڑ گئے۔ آپ نے فرمایا ما انتم باسمع لما اقول منھم ولکنھم لا یستطیعون ان یجیبونی۔ یعنی تم ان سے زیادہ نہیں سنتے البتہ یہ لوگ جواب نہیں دے سکتے ہیں۔

علماء نے اسی سے سماع موتیٰ پر حجت لی ہے اور یہی حق ہے کہ مردہ سنتا دیکھتا اور دنیا میں ملاقات کی ہے تو اس کو پہچانتا ہے۔

بعض روایتوں میں ہے آپ نے کنوئیں والوں سے فرمایا تم اپنے نبی کے رشتہ دار ہو کر اپنے نبی کے لئے بدترین خلائق رہے۔ تم نے مجھے جھٹلایا دوسرے لوگوں نے میری تصدیق کی۔ تم نے مجھے گھر سے نکال دیا۔ دوسروں نے مجھے پناہ دی۔ تم نے مجھ سے جنگ و جدال کیا۔ دوسروں نے میری مدد اور نصرت کی۔

میدان بدر میں مسلمانوں کو بہت غنیمت ملی کیونکہ کفار بہت تزک و احتشام سے آئے تھے۔ اور ساتھ عیش و عشرت کا سامان بھی کافی لائے تھے۔ یہ سب مسلمانوں کے ہاتھ لگا۔ اس غنیمت پر مسلمانوں میں سخت اختلاف پیدا ہوا اور یہ مسلمان تین جماعتوں میں تقسیم ہو گئے۔ ایک فریق نے غنیمت کا مال جمع کیا وہ کہتے تھے کہ ہم اس غنیمت کے زیادہ مستحق ہیں کیونکہ ہم نے اس مال کو جمع کیا ہے۔ دوسرا فریق جو دشمن کے مقابل حرب و قتال میں مشغول تھا اس نے کہا کہ غنیمت کے ہم سب سے زیادہ مستحق ہیں۔ کیونکہ ہم ہی نے دشمنوں کو قتل کیا ان کو ان کے مالوں سے محروم کر دیا۔ اگر ہم نہ ہوتے تو تم کو کوئی غنیمت نہ ملتی۔ تیسرا فریق نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی حفاظت اور حراست پر مقرر تھا۔ اس نے کہا کہ ہم اس غنیمت کے مستحق ہیں کیونکہ ہم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی حفاظت کر رہے تھے جو سب سے زیادہ اہم ہے۔ ورنہ دشمن آپ کی ذات مقدس پر حملہ کرتا تو مسلمانوں کی از سر تا پا تباہی و بربادی ہوتی۔ مسلمانوں کا یہ اختلاف بہت زیادہ بڑھ گیا۔ اور دلوں کے صاف اتفاق میں برائی پیدا ہونے لگی تو اللہ نے سورۃ انفال کی آیات نازل فرمائی اور غنیمت کا مال مسلمانوں کے قبضہ سے نکال لیا۔ اور اپنے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے حوالہ کر دیا۔ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے اعلان کر دیا جس کے پاس غنیمت ہو جمع کرا دے۔

مالک بن ربیعہ کہتے ہیں کہ مجھے قبیلہ مخزوم کے مرزبان کی قیمتی تلوار دستیاب ہوئی تھی۔ جب نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا منادی اعلان کیا تو میں وہ تلوار غنیمت کے ڈھیر میں داخل کر دیا۔ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی عادت مبارکہ تھی جب کوئی شخص آپ سے کچھ مانگتا تو آپ اس کو محروم نہیں کرتے بلکہ اس کی مطلوبہ چیز ضرور دیتے۔ یہ عادت تمام صحابہ کو معلوم تھی۔ ارقم بن ابی الارقم نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے یہ تلوار مانگی آپ نے تلوار ارقم کو دیدی۔ پھر تمام مال لوگوں میں برابر برابر بانٹ دیا۔

نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی کامیابی اور فیروزمندی کی خوشخبری عبد اللہ بن رواحہ کے ذریعہ اعلیٰ مدینہ والوں کو بھیجی۔ اور زید بن حارثہ کے ذریعہ اسفل مدینہ والوں کو۔

نبی صلی اللہ علیہ وسلم جب بدر کے لئے روانہ ہوئے تھے اس وقت آپ کی لخت جگر حضرت رقیہ رضی اللہ عنہا سخت علیل تھیں۔ آپ نے بیٹی کی تیمارداری کے لئے اپنے داماد حضرت عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ کو اور حضرت اسامہ بن زید رضی اللہ عنہما کو چھوڑ گئے تھے۔ افسوس ہے نبی صلی اللہ علیہ وسلم ہنوز بدر ہی میں تھے کہ مدینہ میں حضرت رقیہ رضی اللہ عنہا کا انتقال ہو گیا۔ لوگوں نے آپ کو دفن کیا اور قبر کی مٹی برابر کر رہے تھے کہ حضرت زید بن حارثہ اسفل مدینہ میں داخل ہوئے۔ تمام لوگوں نے آپ کو گھیر لیا۔ آپ مسلمانوں کی فتح کافروں کی ذلت و خواری تباہی و بربادی کو بیان کرتے رہے کہ عتبہ بن ربیعہ مارا گیا۔ شیبہ بن ربیعہ مارا گیا۔ غرض ایک ایک کافر کی ہلاکت بیان کی۔ حضرت اسامہ نے کہا یا ابت احق ھوا؟ ابا کیا یہ بات حق ہے؟ باپ نے بیٹے کو جواب دیا۔ نعم واللہ یا بنی۔ ہاں ہاں خدا کی قسم بیٹے

نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے بدر سے مراجعت کی۔ آپ کے ساتھ بدر کے قیدی تھے اور غنیمت کا مال تھا۔ وہ ہنوز تقسیم نہیں ہوا تھا۔ جب آپ مقام سیر میں پہنچے تو آپ نے اقامت کی اور غنیمت کا مال اسی جگہ تقسیم کیا اور پھر روانہ ہوئے۔ جب مقام روحاء میں پہنچے تو وہاں کے مسلمان حاضر ہوئے آپ کو اور آپ کے [illegible] کو کامیابی پر مبارکباد [illegible]

مسلم بن سلامہ رضی اللہ عنہ نے کہا۔ کس چیز پر ہم کو مبارکباد دیتے ہو؟ واللہ ہم نے ان سرکشوں کو بوڑھی عورتوں کی طرح پایا۔ جن کے سر کے بال سفید ہو چکے تھے۔ اور وہ بندھے ہوئے اونٹوں کی طرح اپنی جگہ سے ہل بھی نہ سکتے تھے۔ پس ہم نے ان کو ذبح کر دیا۔ اس جواب پر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مسکرا دیئے اور کہا اے میرے بھتیجے یہی تو عرب کے سردار تھے۔ پھر آپ روانہ ہوئے۔ جب مقام صفراء میں پہنچے تو بدر کے قیدیوں میں سے نضر بن حارث کو قتل کیا پھر مقام عرق الظبیہ میں پہنچے تو عقبہ بن ابی معیط کو قتل کیا۔

اسی مقام پر آپ کا حجام ابو ہند آپ کے لئے کھانا پینے کی چیز یعنی کھجور اور گھی ملا ہوا حیس لایا۔ یہ شخص صرف بدر میں شریک نہ ہوا۔ اس کے بعد تمام غزوات میں شریک تھا۔ اسی کی شان میں نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ ابو ہند قبیلہ انصار سے ہے اس کی لڑکیوں سے نکاح کرو۔ اور اپنی لڑکیاں اس کو دو۔ انصار نے رسول اللہ کے فرمان کی تعمیل کی۔

نبی صلی اللہ علیہ وسلم بخیر و خوبی مدینہ پہنچ گئے۔ دوسرے دن قیدی مدینہ پہنچے شہر میں کہرام مچ گیا کہ حضرت ام المومنین سودہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ ابھی پردہ کے احکام نازل نہیں ہوئے تھے۔ میں عفراء کے گھر میں تھی عفراء کے بچے عوف اور معوذ کے غم میں شریک تھی کہ اچانک قیدیوں کی آمد کا شور بلند ہوا۔ میں واپس اپنے گھر میں آئی اسی وقت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم گھر میں موجود تھے۔ اور ایک گوشہ میں ابو یزید سہیل بن عمرو قیدی بیٹھا تھا۔ اس کے دونوں ہاتھ گردن کے پیچھے بندھے تھے۔ میں نے جب اس دردناک منظر کو دیکھی تو دل اس منظر سے بے خودی چھا گئی۔ اور اسی مدہوشی میں میں نے کہا۔ اے ابا یزید! اعطیتم بایدیکم الا متم کرا ما یعنی اے ابو یزید تم غلام ہو گئے اور عزت کی موت کیوں نہیں مرے؟ عین اسی حالت میں میرے کانوں میں نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی آواز آئی تو مجھے ہوش آیا۔ آپ فرما رہے تھے اے سودہ! کیا تم اس کو اللہ اور رسول کے خلاف ابھار رہی ہو۔ حضرت سودہ رضی اللہ عنہا نے کہا یا رسول اللہ اور اللہ میں ..... حالت میں ..... ابو یزید ..... بے خودی میں ..... کہہ گئی۔

۵ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے قیدیوں کو صحابہ میں تقسیم کیا اور تاکید کر دی کہ ان سے بہتر سلوک کرتے رہیں۔ اسی کا اثر تھا حضرت مصعب بن عمیر رضی اللہ عنہ کے بھائی ابو عزیز کو جو ابو الیسر انصاری نے گرفتار کیا تھا۔ یہ انصاری گھر میں لے گئے ہیں کہ انصار خود کھجور کھاتے تھے اور مجھے گیہوں کی روٹی دیتے تھے۔ ابو عزیز کی والدہ ام الحنس نے قریش کی مالدار عورت تھی اس نے چار ہزار درہم فدیہ دے کر اپنے بیٹے ابو عزیز کو آزاد کرایا۔

ختم نبوت

ختم نبوت کا مسئلہ ایسا واضح ہے کہ اس میں کسی قسم کی بحث کی ضرورت ہی نہیں ہے۔ اور یہ مسئلہ عقلاً و نقلاً دونوں صورتوں میں بیان کیا جاتا ہے۔

امم سابقہ میں انبیا کا سلسلہ قائم تھا۔ کیونکہ اس زمانہ میں انبیاء کی تعلیم محسوس اور مکمل نہیں تھی۔ ہر وقت اور ہر لمحہ ان میں تبدیلیاں ہوتی تھیں۔ ترمیمات جاری تھیں۔ بقدر ضرورت اصلاح کی جاتی تھی۔ اور اس کام کے لئے نبی مبعوث ہوتے تھے۔

اسلام کی خوبی اور امتیاز ہے کہ اس کے تمام مسائل من جانب اللہ ہیں۔ اس میں کوئی مسئلہ بڑھایا یا گھٹایا یا کسی مسئلہ کی صورت بدلنا یا کوئی ترمیم کرنے کا کسی انسان کو حق نہیں ہے۔ اللہ نے اس کام کے لئے انبیاء کی جماعت کو بھیجا تھا۔ وہی باذن اللہ مسائل میں تبدیلی اور ترمیم کرتے تھے جیسا حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے کہا تھا۔ ولاحل لکم بعض الذی حرم علیکم یعنی میں تمہاری محرمات میں بعض چیزیں حلال کرنے آیا ہوں۔

نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی تعلیمات میں نقص اور کمزوری نہیں ہے۔ اسی لئے اللہ نے کہا۔ اتممت علیکم نعمتی آج میں نے اپنی نعمت یعنی مذہب اسلام پورا پورا اور مکمل کر دیا اس میں اب کوئی مسئلہ بڑھانے اور گھٹانے کی گنجائش نہیں۔ کسی مسئلہ میں ترمیم اور تبدیلی کی حاجت نہیں۔ اس صورت میں دنیا کو نبی کی حاجت ہی نہیں۔ اگر اس صورت میں کوئی نبی آئیگا تو لغو اور مہمل ہوگا۔ اللہ تعالیٰ لغو اور مہمل حرکتوں سے پاک اور مبرا ہے جبکہ مذہب اسلام پورا پورا اور مکمل ہو گیا جیسا کہ سابق میں اس میں خامی اور نقص باقی رہا۔ جس کی اصلاح کے لئے نبی آیا ہے۔ اس صورت میں قرآن مجید کی آیت اتممت علیکم نعمتی جھوٹی آیت ہوگی۔ جو عقائد اسلامی کے خلاف ہے۔

دوسری صورت نبی مبعوث ہونے کی یہ ہے کہ سابق نبی کی تعلیمات مسخ ہو گئی ہوں۔ کتابوں میں تحریف ہو حق و باطل میں تمیز نہ ہو تو اللہ کی طرف سے دنیا میں نبی مبعوث ہوتا ہے۔ وہ مردہ سنتوں کو زندہ کرتا ہے۔ کتاب اللہ کا صحیح مفہوم اور مطلب واضح کرتا ہے پھر مذہب میں زندگی کی تازہ روح پھونک دیتا ہے۔

نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی مقدس تعلیمات میں یہ کمزوری بھی نہیں۔ قرآن مجید کا محافظ خود اللہ کی مقدس ذات ہے۔ اسی لئے چودہ سو سال کے عرصہ میں بھی اس کا ایک شوشہ نہیں بگڑا اس کے کسی زیر زبر میں تبدیلی نہ ہوئی۔

علاوہ ازیں رسول اللہ کی تمام سنتیں زندہ ہیں۔ مدون ہیں۔ اگرچہ رسول اللہ کی ذات مقدس آنکھوں سے اوجھل ہے لیکن آپ کی گفتار و کردار ہمارے سامنے موجود ہے۔ گویا کہ ہم اپنے رسول کو آنکھوں سے دیکھ رہے ہیں۔ آپ کے ارشادات کانوں سے سن رہے ہیں۔ اس صورت میں۔ یا کسی نبی کی ضرورت نہیں رہی۔ اب کوئی شخص نبوت کا دعویٰ کرے تو غلط لغو ہے باطل ہے۔ وہ قرآن کی اور احکام اسلام کی کوئی خدمت نہیں کر سکتا۔

نیز نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا میری امت میں ہمیشہ ایک جماعت برسر حق ہوگی۔ جو کوئی اس سے برسر پیکار ہوگا ذلیل و خوار ہوگا۔ شکست خوردہ ہزیمت یافتہ ہوگا۔ غرض ان اسباب کی موجودگی میں کوئی نبی نہیں آسکتا۔ عقلاً محال ہے۔

اسی طرح کسی نبی کا مبعوث ہونا نقلاً بھی باطل ہے۔ کیونکہ اللہ اور سنت صحیحہ ہر دو سے ثابت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تمام انبیاء کے مبعوث ہونے کے بعد آخر زمانہ میں مبعوث ہوئے ہیں۔ آپ کے بعد کسی شخص کا مبعوث من اللہ ہونا نص قرآنیہ کی تکذیب کرتا ہے۔ آیت کریمہ۔

ماکان محمد ابا احد من رجالکم ولکن رسول اللہ وخاتم النبیین

کے ذیل میں تمام مفسرین بالاتفاق لکھتے ہیں کہ سلسلہ نبوت آپ کی ذات گرامی پر بالکلیہ منقطع ہو گیا۔ اس آیت شریفہ کے الفاظ ایسے واضح ہیں کہ ان کے سمجھنے میں کسی کو کسی قسم کی دقت پیش نہیں آسکتی۔

آیت کریمہ ہے۔

الیوم اکملت لکم دینکم و اتممت علیکم نعمتی۔ آج میں نے تمہارا دین مکمل کر دیا اور اپنی نعمت بھی تم پر پوری کر دی۔

ان الفاظ پر غور کرو کہ اکمال اور اتمام دین کے بعد کونسی کمی رہ جاتی ہے۔ جس کی تکمیل کسی دیگر نبی اللہ کے مبعوث ہونے پر موقوف رکھی گئی ہو۔

ختم نبوت کے متعلق حدیث ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔

ان مثلی و مثل الانبیاء من قبلی کمثل رجل بنی بنیانا فاحسنہ و اجملہ الا موضع لبنۃ من زاویۃ من زوایاہ فجعل الناس یطوفون و یعجبون لہ و یقولون ھل لھذہ اللبنۃ فانا اللبنۃ وانا خاتم النبیین۔

مجھے میری اور مجھ سے پہلے انبیاء کی مثال بعینہ اس شخص کی سی ہے جس نے ایک عمارت نہایت عمدگی کے ساتھ تعمیر کی ہو اور کسی اس کے گوشہ میں ایک اینٹ کی جگہ خالی چھوڑ دی ہو۔ لوگ اس کو گھوم کر دیکھتے ہیں تو تعجب کرتے ہیں اور کہتے ہیں کہ اس خالی جگہ میں اینٹ کیوں نہیں رکھی سو میں وہی اینٹ ہوں اور مجھ پر انبیاء کرام علیہم السلام کا خاتمہ ہو گیا۔

دوسری حدیث میں ہے نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا

لی خمسۃ اسماء انا محمد وانا احمد وانا الماحی الذی یمحو اللہ الکفر وانا الحاشر الذی یحشر الناس علی قدمی وانا العاقب والعاقب الذی لیس بعدہ نبی (بخاری و مسلم)

یہ ہیں ہمارے مولانا

دوست میرا منتر پڑھیں
پھر، اگر جانے کہ میں ان سے کہتا
رہا۔ اور آپ کیا کرتا رہا۔

آج کل ہر داڑھی والا مسلمان مولوی کہلاتا ہے۔ اور ہر پیشہ ور مولوی مولانا بن بیٹھا ہے۔ اور اپنے نام کے آگے حضرت، مولانا، سیدنا، علامہ، سرکار، اعلیٰحضرت، امیر شریعت، قطب الاولیاء، شیخ التفسیر، ابو الاعلیٰ، ابو البرکات، ابو الحسنات، حجۃ الاسلام، ثقۃ الاسلام، آیت اللہ العظمیٰ، قبلہ و کعبہ، مجتہد زمان، مدظلہ العالی وغیرہ لکھتا ہے اور اس کے مرنے کے بعد اس کے جاہل معتقد لوگ اسے اس سے بھی بڑھ کر لکھتے ہیں۔ اور نام کے پیچھے اعلی اللہ مقامہ، اور قدس سرہ العزیز کا اضافہ کر دیتے ہیں۔

اب ان حضرات سے کون پوچھے کہ صاحب! آپ جو میاں مٹھو کی طرح اپنے نام کے پہلے حضرت مولانا لکھتے ہیں اور اپنی کتابوں پر بھی شائع کرتے ہیں اس کا کیا جواز ہے؟ کیا آپ کے یہ القاب علمی درجات کی بنا پر کسی یونیورسٹی نے عطا کئے ہیں یا کسی حکومت نے۔ تحفے ہیں جیسا آپ کی تعلیمی سند میں آپ کو حضرت مولانا لکھا گیا ہے؟ اگر نہیں تو بیدار ان آپ کو نسا تیر ایسا مارا تھا جس کے عوض میں آپ اس کے مستحق ہو گئے ہاں آپ کے علم پر جہالت اتنی غالب آچکی ہے کہ آپ مولانا اور مولینا کے معنی سمجھنے سے بھی قاصر ہیں؟

عربی لغت کی رو سے مولیٰ اور مولانا دو لفظ ہیں جن کے معانی میں بڑا تفاوت ہے۔

مولیٰ :۔ کے معنی ہیں مالک، خداوند، مددگار، کارساز، خالق۔
رب، اللہ تعالیٰ۔ اس کی جمع نہیں ہوتی۔

مولا :۔ کے معنی ہیں غلام، خدمتگار، بندہ، آزاد کردہ غلام۔ اس کی جمع موالی ہے۔

اہل عجم نے اپنے مذہبی علماء کے ادب و احترام اور تقدس کے پیش نظر انہیں یا سید و مولانا کے القاب سے خطاب کرنا شروع کیا۔ جس سے یہ القاب معاشرتی آداب میں شامل ہو گئے اور بلا وجہ بغیر محسوس طور پر سیدنا و مولانا و مقتدانا کے الفاظ جابجا استعمال کرنے لگا۔ بعد ازاں سبائیہ کے باطنی علوم میں ایک وضعی حدیث واحد حضرت علی کی شان میں ملتی ہے کہ خم غدیر کے مقام پر رسول اللہ نے فرمایا تھا کہ

مَنْ كُنْتُ مَوْلَاهُ فَعَلِيٌّ مَوْلَاهُ

(۱) عجمی علماء اس حدیث کے سہارے حضرت علی کو بھی مولا علی کہنے لگے بلکہ مولا بننے کے دروازے سب کے لئے کھول دیئے اور ہر عالم، فاضل، پیر، مجتہد کو مولانا کہنے لگے۔

(۲) آپ نے یہ تو دیکھا ہوگا کہ عرب ممالک میں آج بھی دینی علماء کو مولینا نہیں لکھا جاتا۔ مکہ، مدینہ، بغداد، دمشق اور مصر کا کوئی خطیب، محدث اور شیخ اپنے آپ کو مولینا نہیں کہلاتا۔

(۳) ہمارے اسلاف یعنی صحابہ کرام، تابعین اور تبع تابعین میں کوئی بزرگ مولوی، مولینا اور مجتہد کے لقب سے ملقب نہیں ہوا۔

ذرا سوچئے کہ ان بزرگان دین اور اکابر ملت کے ناموں سے پہلے حضرت مولینا مولوی سید د لکھا جاتا تھا کیا وہ ہمارے دور کے علماء سے کم درجہ رکھتے تھے کہ انہیں اس معظم القاب کا مستحق نہیں سمجھا گیا؟

اگر ایسا نہیں ہے تو یقین جانیئے کہ ہمارا انداز فکر غلط ہے کیونکہ اصحاب رسول، بزرگان ملت، علماء دین اور سلف صالحین بخوبی جانتے تھے کہ خود کو مولینا لکھنا یا کہلانا ایسا ہی ہے جیسا انا ربکم الاعلیٰ کہنا کفر ہے۔ وہ عالمین قرآن تھے اور قرآنی منشا کے مطابق عمل کرتے تھے اسی لئے وہ امت کے لئے نشان راہ ہے۔ انہوں نے قرآن میں لفظ مولیٰ کو :۔

سورہ انفال	۸ : ۴۰
سورہ محمد	۴۷ : ۱۱
سورہ بقر	۲ : ۲۸۶
سورہ تحریم	۶۶ : ۴
سورہ انعام	۶ : ۶۲
سورہ حج	۲۲ : ۷۸

میں پڑھ کر یہ سمجھا کہ اس مرکب اور لفظ کے معنی صرف اللہ کے ہیں جو ہمارا رب، کارساز اور مالک حقیقی ہے اور انت مولینا ۲ : ۲۸۶ میں ضمیر مقدم انت حصر کے لئے لفظ صرف خدا کے لئے مخصوص ہے۔ لہذا غیر اللہ کو مولینا کہنا جائز نہیں۔

(۴) اب ذرا یہ بھی دیکھیں کہ حدیث پڑھ جو فرمایا ہے جو مشکوٰۃ باب الاسامی میں درج ہے کہ :

(ترجمہ) رسول اللہ نے فرمایا کہ تم کسی شخص کو اپنا غلام یا لونڈی نہ کہو کیونکہ تم سب اللہ کے بندے ہو۔ اور تمہاری عورتیں اللہ کی بندیاں ہیں۔ اسی طرح کوئی غلام اپنے آقا کو (میرا مولیٰ) نہ کہے کیونکہ تم سب کا مولیٰ تو بس اللہ ہے

حیرت کی بات ہے کہ ہمارے مولوی اور مذہبی رہنما ایک طرف تو یہ حدیث سناتے ہیں کہ :۔

جس کا میں مولا ہوں اس کا علی بھی مولا ہے۔ اور دوسری طرف ایک حدیث یہ بھی پیش کرتے ہیں جس میں ایک غلام اپنے مالک کو مولیٰ نہیں کہہ سکتا۔ چہ جائے کہ ایک آزاد انسان کسی دوسرے انسان کو اپنا مولیٰ سمجھے۔

اب آپ خود ہی فیصلہ کر لیں کہ کونسی حدیث منشائے قرآنی کے مطابق ہے اور کونسی اس کے برعکس ہے؟ ان بھولے بھالے مسلمانوں کو کیا ہو گیا ہے کہ وہ اللہ کو بھی مولیٰ سمجھتے ہیں اور علی کو بھی مولیٰ سمجھتے ہیں بلکہ مولیٰ علی کہتے نہیں شرماتے۔ اور اگر مولا کے معنی غلام کے لئے جائیں تو حضرت علی کس کے غلام تھے کہ ان کو مولا علی کہا جاتا ہے؟ ظاہر ہے کہ اس قسم کے مولا میں کوئی عزت افزائی نہیں بلکہ اس خطاب کا اطلاق رسول اللہ اور حضرت علی کے لئے باعث توہین و تحقیر ہے جو کفر سے بھی بدتر ہے۔

اب حدیث

مَنْ كُنْتُ مَوْلَاهُ فَعَلِيٌّ مَوْلَاهُ

میں رسول اللہ اور حضرت علی کس قسم کے مولا بنائے گئے ہیں۔ قرآن و حدیث کی رو سے تو مولیٰ کا لفظ صرف اللہ تعالیٰ کے لئے مخصوص ہے اگر اس کا اطلاق رسول اللہ اور حضرت علی پر کیا جائے تو ہم شرک کے مرتکب ہوتے ہیں اور اگر یہ غلام کے معنوں میں استعمال کیا جائے تو اس سے ان کی توہین ہوتی ہے

پس مسلمانوں کو چاہئے کہ وہ اس لفظ کو صرف اللہ کے لئے استعمال کریں اور کسی مولوی، صوفی، پیر، مرشد، محدث، مفسر، خطیب، واعظ یا مجتہد کو حضرت مولینا کے لفظ سے ہرگز خطاب نہ کریں۔

دل جو دیکھا تو صنم خانے سے بدتر نکلا
لوگ کہتے ہیں کہ اس گھر میں خدا رہتا ہے

جماعت مومنین ہمیشہ معاشرے میں غلط رجحانات کے سد باب اور وحدت اللہ کو قائم رکھنے کے لئے مستعد رہتی ہے

(بشکریہ جدوجہد)

عالم نسواں

(عارف کوثر تسنیم منزل لاہور)

—(۱)—
ہماری چیزوں کے حصول کی خواہش نے عورت کی عظمت و اہمیت کو مجروح اور والدین کو ذہنی کرب میں مبتلا کر دیا ہے۔

—(۲)—
جذباتی بنیادوں پر شادی ایک مصیبت بن جاتی ہے۔

—(۳)—
عورت مرد کے دوش بدوش چلنے اور عریانی میں دو قدم آگے رہنا چاہتی ہے۔

—(۴)—
فیشن کی اشاعت کا کام اخبارات سے نہیں بلکہ عورتوں سے لیا جا رہا ہے

—(۵)—
عورت کو اپنی زندگی کے متعلق فکر و غم اس کی شادی تک رہتا ہے شادی کے بعد اسے سارے رنج و غم بھول جاتے ہیں۔ مرد شادی سے پہلے آزاد اور بے فکر رہتا ہے لیکن شادی کے بعد ہر قسم کی ذمہ داریوں اور رنج و فکر کے پہاڑوں تلے دب جاتا ہے۔

—(۶)—
عورت اپنے مطلب کی بات دور سے سن لیتی ہے۔

—(۷)—
۱۸ سال کا ایک نوجوان ایک سلطنت پر حکومت کر سکتا ہے لیکن ایک عورت پر نہیں۔

—(۸)—
عورت کے آگے بڑے بڑے مار کھاتے ہیں۔

تفسیرِ مَا اُہِلَّ بِہٖ لِغَیْرِ اللّٰہ

از:- عبد العزیز بن عبد القادر

جب سے دنیا میں شرک کا وجود ہوا اور طرح طرح کے بت تراشے گئے۔ مشرکین نے ان خودساختہ بتوں اور دیوتاؤں کی رضا جوئی میں طرح طرح کی عبادات ایجاد کیں۔ ان کی خوشنودی حاصل کرنے کے لئے ان کے نام پر جانوروں اور انسانوں کی بھینٹ چڑھائی۔ ان کے نام کے تہوار جاری کئے۔ اپنے بتوں کے نام پر کھانے پکانے نذر و نیاز کرتے اور مساکین کو کھلاتے اس فعل کو برکت اور سعادت سمجھتے تھے۔ حضرت ابراہیم علیہ السلام کے زمانہ میں کفار بتوں کی پوجا اور نذریں کرتے۔ اور بتوں کے اطراف رکھ دیتے تھے۔ اور خود شہر سے باہر سیر و تفریح کو جاتے جب واپس آتے تو یہ کھانے کھاتے اور اس کو تبرک سمجھتے تھے۔

عرب میں دستور تھا اہل عرب اپنے کھیت باغ وغیرہ کی پیداوار میں اپنے بتوں کے نام حصہ قرار دیتے

جَعَلُوا لِلّٰهِ مِمَّا ذَرَاَ مِنَ الْحَرْثِ وَالْاَنْعَامِ نَصِيبًا فَقَالُوا هٰذَا لِلّٰهِ بِزَعْمِهِمْ وَهٰذَا لِشُرَكَائِنَا۔ (الانعام)

یعنی انہوں نے کھیتی اور جانوروں کی پیداوار میں اللہ اور بتوں کے حصے مقرر کر رکھے ہیں۔

بتوں کے نام جانور چھوڑے جاتے تھے۔ ان کے اعزاز میں ان جانوروں کا نام تھا۔ بوجھ نہیں لادا جاتا۔ دودھ نہیں دوہا جاتا۔ ذبح نہیں کرتا۔ جو شخص برا سمجھا جاتا تھا۔ ان کے خاص نام رکھے جاتے تھے۔ اللہ نے فرمایا۔

مَا جَعَلَ اللّٰهُ مِنْ بَحِيرَةٍ وَّلَا سَائِبَةٍ وَّلَا وَصِيلَةٍ وَّلَا حَامٍ۔ (المائدہ)

یعنی بحیرہ سائبہ وصیلہ اور حام مقرر نہیں کئے۔

عرب میں اسلام سے پہلے شرک تھا۔ ان جانوروں کو جو بتوں کے نام پر چھوڑے جاتے تھے ایسا مقدس سمجھتے تھے کہ ان کو کوئی نہیں چھوتا تھا۔ وہ آزاد پھرتے تھے۔ آج بھی موجود ہیں جن کو ہندو [illegible]

کیا کرتے تھے اور ساتھ چھوڑتے ہیں ان کی وجہ عزت و حرمت ہوتی ہے جو کفار عرب میں تھی۔

جس زمانہ میں مسلمانوں نے ہندوستان پر حملہ کیا معرکہ آرائی اور خونریزی کے بعد فتح کیا۔ اس وقت یہی مسلم امن و محفوظ تھے۔ کفر و الحاد کی تاریکیاں ابھی گراہ نہیں کر سکیں۔ شرک و بدعت کی نجاست ان کے دامن پاک کو گندہ اور ناپاک نہ بنا سکیں۔

اس وقت اکثر جو مسلمان ہوئے لیکن ان نومسلموں کی غرض و غایت خالصتاً لی کہ محض اللہ کی رضا جوئی کے لئے مسلمان ہوئے کتنے مسلمانوں سے مرعوب ہوئے اور مسلمان ہوئے کوئی جاہ و حشم کی طلب میں مسلمان ہوا کوئی نکاح کے شوق و اشتیاق میں غرض جس قدر افراد نو مسلم اور طلب برادری کے لئے مسلمان ہوئے تھے ان کے دل و دماغ پر ہندو کفر کی تاریکی تھی۔ اور توحید کا نور نہ ہوا تھا۔ یہ اپنے آبائی رسم و رواج کے پابند تھے۔ آئینِ اسلامیہ کے ساتھ آبائی رسم و رواج کی پابندی بھی ضروری اور لازمی سمجھی گئی۔

دوسرا طبقہ ان لوگوں کا تھا جو عجیب الخلقت تھے جن مقامات سے یہ فتح کئے گئے وہاں اکثر مسلمانوں کی آبادی آئی۔ وہ ایسے متاثر ہوئے اور بہیں ان کے مذہب اختیار کیا۔ اور یہاں کی لوکل رشتوں سے نکاح کیا۔ ان سے اولاد ہوئی ان کا خیال شرک تھا۔ یہ اپنے ننھیال کے تہواروں میں شریک ہوتے ان سے ان کی عادات و اخلاق قسم کا منظر خاص دیکھتے۔ اور متاثر ہوتے تھے جو رفتہ رفتہ ان میں بھی سرایت کر گئیں اور یہاں کی سرشت و فطرت میں داخل ہو گئیں۔

تیسرا طبقہ ان لوگوں کا ہے جنہوں نے مشرکین سے روابط پیدا کئے اور مدت دراز تک اختلاط کی بنا پر ان کی شرک کا رنگ چڑھ گیا اور جو شرک آمیز فعل ہے استفادہ کیا۔

چوتھا طبقہ ان لوگوں کا ہے جنہوں نے مشرکین سے بیعت اختیار کی ان کے گرو بنے قبول کئے ان کی رسومات اور تہواروں میں شریک ہوتے۔ بتوں کا چڑھاوا وغیرہ شامل ہوتے کھانے

بھی ان کے مذہب شرافت و نجابت بھی اسی کو انہوں نے صحیح قبول کر لیا تھا۔

ہندو مسلم ایک گاؤں میں رہتے اور ہر جگہ میں بیٹھے لئے توہمات اور بہت سی رسومات ہندو اہل شرک کے مسلمانوں کے گھروں میں رواج پا گئیں۔ اور اس کے بعد چراغ اسلام کی روشنی کرتے گئے اور جو اسلام میں نئے آئے تھے اکثر رسومات ہندو مسلمانوں میں پائے جاتے ہیں اور اہل عرب میں ان کی مثالیں بھی ملتی ہیں۔ افسوس اکثر مسلمان ان ہی کو اسلام سمجھتے ہیں اور نہایت آزادی اور بے باکی سے اس کے فرائض انجام دیتے ہیں۔

آج بھی ہمارے دیہاتوں میں اکثر مسلمان ایسے پائے جاتے ہیں جو بتوں کی پوجا کرتے اور ہندوؤں کے ساتھ ہولی اور دیوالی میں شریک رہتے ہیں کتنے مسلمان بتوں اور جھنڈے کے سامنے سرنگوں ہوتے ہیں۔ اکثر ہمارا مسلمانوں میں سجدہ کا رواج عام ہے۔ وہ مزار کی قبر یا بوڑھے پیر کو سجدہ کرنا اپنی سعادت سمجھتے ہیں۔ اور اس کی سعادت میں اپنی نجات اخروی کا یقین ہے غیر اللہ پر جانور چھوڑنا اور مسلمانوں پر چڑھاوا نذر و نیاز دینا طریقہ شرک کے رسم و رواج کرتا ہے ان کی زندگی اور مقصود ہوا ہے۔

بھی ان لوگوں کی مجلس میں شریک ہونے کا اتفاق ہوا تو ان سے نذر و نیاز اپنے شرک کے اعمال سے اپنا نذر و نذرانہ بیان کرتے ہیں۔ جب بزرگوں کی مزاروں اور ان کی کرامت کا ذکر کرتے ہیں تو ہر شخص ہر چیز لیتے اور جھوم جاتے ہیں۔ اپنی ان جھوٹی بزرگوں کی علت اور کرامت سے استدلال کرتے ہیں اور اللہ اور اس کا رسول کے ذریعہ دینے کا دیا ہوا طلب کرتے ہیں۔

کہتے ہیں ہمارا فلاں قصہ ہے ایک شہر کا رئیس کبیرہ و مشہور ہے مرض میں مبتلا تھا۔ اس نے بے شمار روپیہ خرچ کیا دور دور سے ڈاکٹر اور سرجن بلائے طرح طرح کے علاج کئے بیماری نہ گئی میری انتہائی کوشش مرض میں کچھ افاقہ نہ ہوا مرض کی روز افزوں ترقی رہی۔ آخر ڈاکٹروں نے بھی مایوسی ظاہر کی بالآخر اپنی

یا کرتے ہیں انہیں لا یا گیا۔ دوست احباب کے اصرار سے مزار شریف آئے وہ اتفاق ہوا مجاور نے حضرت ایک جگہ کی مزار شریف کی مٹی ملتی ہیں خوالی پھر کیسا انقلاب ہوا کہ لاکھوں تماشائی تماشہ دیکھ رہے تھے تڑپنا اور ورد تارک تھا اٹھ بیٹھا کل کھلا کر جیا اپنی صحت و عافیت کا اعلان کر رہا تھا یا اللہ در کی کرامت ہو رہا تھا۔ بس اب آپ یہی سمجھتے ہیں گویا ان کی حقانیت اور صداقت کی بین دلیل ہے جس کا جواب ممکن نہیں ہے۔

الزامی جواب

ہندو بھی اپنے بتوں کے نام اکثر چڑھاوے چڑھاتے ہیں۔ ان کی عقیدت اور صداقت پر قسم کھاتے ہیں تو کیا اسلام روا رکھتا ہے کہ بتوں کی نذر کریں۔ ان کا طواف کریں۔ ان کی نذر و نیاز بھی ان سے استمداد کریں۔ ان کو اپنا مالک سمجھیں۔

(باقی آئندہ ہر گز نہیں)

جانِ ضمیر

زندگی کو تا ابد ممنون احسان کر دیا
تشنہ کاموں کو بنایا ساقی آب حیات
بن گئے صحرا نشیں نقاشِ تہذیب بشر
وہ قبائل جن میں تھی صدیوں سے دشمنی
راہزن خضرِ راہِ امن و جمعیت بن گئے
ابرِ رحمت بن کے یوں برسا ترا اخلاق
آگہی کو مل گیا پیرا ہن حسن یقیں
تیرے صدقے تیرا پرتو ہے فروغِ زندگی
جلوہ گر الدین یسر کی حقیقت ہو گئی
جو کھاتے تجھے تری راہوں میں کانٹے روز و شب
تیرے قرباں تو نے لے ماں او لیگائے حیا
مشعلِ جاذب بنایا نالہ ہائے درد کو
لالہ و گل کی قبائیں ان کی وحشت پہ
تو نے لہرایا فروغِ عفو و رحمت کا
صدق تو نے بنایا صبح صادق کا
پائی رفعت ادائے صنفِ نازک
تاج سرمتنا بنی آدم بشر کو
مختصر یہ
تیرے فیض عام

حقیقی

[illegible]

...ت صلی اللہ علیہ وسلم

تو نے اے خیر البشرؐ انساں کو انساں کر دیا
درد مندوں کو مسیح خضر دوراں کر دیا
ساربانوں کو تمدن کا نگہباں کر دیا
تو نے ان کو یک دل و یک رنگ و یک جاں کر دیا
وحشیوں کو پاسبانِ علم و عرفاں کر دیا
رہگزاروں کو گلستاں بر گلستاں کر دیا
عشق کو شائستۂ تہذیبِ ایماں کر دیا
تیرے قرباں تو نے روشن قلبِ انساں کر دیا
سادگی سے تو نے ہر مشکل کو آساں کر دیا
تو نے ان کی زندگی کو گل بداماں کر دیا
صبح کو نزہت دہِ شامِ غریباں کر دیا
آنسوؤں سے غم کی راہوں میں چراغاں کر دیا
جن کو تیری آرزو نے چاک داماں کر دیا
نظمِ عالم کو نظامِ عدل احساں کر دیا
عدل سے تاریکیٔ شب میں چراغاں کر دیا
حسنِ تقویٰ کو لباسِ اہلِ ایماں کر دیا
تو نے روشن کوکبِ تقدیرِ انساں کر دیا

...کہ اے جانِ ضمیرِ کائناتؐ
...نے انساں کو انساں کر دیا

...ہمیں معلوم ہے کہ
...اب مزاروں پر یہ
...اور جو لوگ کرشمے ظہور
...ان کو کرامت نہیں کہتے
...ان کہتے ہیں۔ یہ اللہ کی
...یہ العیاذ باللہ۔
...قبر کے پاس خرقِ عادت ہو
...کے پاس کرشمہ ظاہر ہو جاتا
...والا اور صرف اللہ کی ذات
... وہ اپنے بندوں کے احتیاجؔ
...ان کے لئے ایسا کرتا ہے جو
...ہیں وہ تو خوب سمجھتے ہیں کہ
...کوئی طاقت نہیں۔ اور وہ
...رسکتے۔ اور اصحابِ قبور میں
...نہیں کہ عالم ہی وہ میں
...بس ان کا کرنے والا
...ان کے دل اللہ کی طرف
...ہیں۔ مگر جن لوگوں کے
...ہی اور قیادت نے ان کے
...استقامت اور پائیداری
...استدراج سے بہت دور۔

بڑھتے ہیں۔ اور زیادہ گمراہ کرتے ہیں۔ اور جہنم کے سزاوار بنتے ہیں۔

وَمَنْ يُشَاقِقِ الرَّسُولَ مِنْ بَعْدِ مَا تَبَيَّنَ لَهُ الْهُدَىٰ وَيَتَّبِعْ غَيْرَ سَبِيلِ الْمُؤْمِنِينَ نُوَلِّهِ مَا تَوَلَّىٰ وَنُصْلِهِ جَهَنَّمَ ۖ وَسَاءَتْ مَصِيرًا (النساء)

ہدایت ظاہر ہونے کے بعد جو شخص رسول کی نافرمانی کریگا مومنوں کا راستہ چھوڑ دیگا تو وہ جدھر جائے گا ہم اسی طرف لے جائیں گے اور جہنم میں داخل کر دیں گے۔

وَلَا يَحْسَبَنَّ الَّذِينَ كَفَرُوا أَنَّمَا نُمْلِي لَهُمْ خَيْرٌ لِأَنْفُسِهِمْ ۚ إِنَّمَا نُمْلِي

(باقی صفحہ پر)

حیوانات کے متعلق ہمارے فرائض

از:- ڈاکٹر الشیخ سید عبد الحکیم بہاری

قرآن کریم ہمیں بتلاتا ہے کہ حیوانات بھی ایسے ہی جان رکھتے ہیں جیسے ہم رکھتے ہیں۔ وہ بھی ہماری طرح مخلوق ہیں جس طرح ہماری روح قبض کی جاتی ہیں اسی طرح ان کی بھی کی جاتی ہیں۔ اور ہماری ان کی وہ روح کی جانوں کا منبع ایک ہے۔ کیا اس کو جان کر اور جان کر کوئی بھی حیوانوں سے برا سلوک کر سکتا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے سورۂ انعام میں فرمایا۔ وَمَا مِنْ دَابَّةٍ فِي الْأَرْضِ وَلَا طَائِرٍ يَطِيرُ بِجَنَاحَيْهِ إِلَّا أُمَمٌ أَمْثَالُكُمْ ۚ مَا فَرَّطْنَا فِي الْكِتَابِ مِنْ شَيْءٍ ۚ ثُمَّ إِلَىٰ رَبِّهِمْ يُحْشَرُونَ ۝ زمین پر چلنے والے تمام جاندار اور ہوا میں اڑنے والے پرندے جو اپنے دو پروں سے اڑتے ہیں تمہاری ہی طرح سب کے سب امتیں ہیں۔ ہم نے اس کتاب میں کسی چیز کی کمی نہیں چھوڑی۔ پھر یہ سب اپنے رب کی طرف جمع کئے جائیں گے۔

حیوانات پر رحم و نرمی کا بیان

قرآن کریم کے علاوہ جانوروں کے متعلق ہمارے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے بھی بہت سی ہدایات کی ہیں۔ ایک دفعہ صحابہ کرامؓ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے دریافت کیا کہ کیا چوپایوں سے نیک سلوک کرنے اور ان کو پانی پلانے کا بھی ہم کو اجر ملے گا۔ آپ نے فرمایا کہ ہر ایک جاندار کے ساتھ جس کا جگر تر ہے یعنی زندہ ہے نیک سلوک کرنے کا اجر ضرور ملے گا۔ پھر ہمارے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ ان بے زبان جانوروں کے معاملہ میں خدا سے ڈرو اور جب سواری کے قابل ہوں تب چڑھو۔ اور جب تھک جائیں تو اتر پڑو۔ یعنی ہر ایک مسلمان کا فرض ہے کہ ان کے ساتھ نیک سلوک کرے۔

حضرت عائشہؓ بیان فرماتی ہیں کہ ایک دفعہ بلی برتن میں پانی پینے لگی تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بجائے اسے ڈرانے کے پانی کا برتن اس کی طرف جھکانے لگے تاکہ وہ آرام سے سیر ہو کر پانی پی لے۔ حقیقت حال یہ ہے کہ آپ کی رحمت و شفقت صرف انسانوں تک ہی محدود نہ تھی بلکہ عام تھی۔ اسی لئے اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ:

وَمَا أَرْسَلْنَاكَ إِلَّا رَحْمَةً لِلْعَالَمِينَ ہم نے آپ کو تمام عالم کے لئے رحمت بنا کر بھیجا ہے۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی شفقت کا جو تمام مخلوق سے تھی ایک مثال پیش کرتا ہوں۔ ایک دفعہ ایک شخص حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت اقدس میں حاضر ہوا۔ اس کے پاس ایک کپڑا تھا۔ کہنے لگا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم میں جنگل میں سے گذر رہا تھا تو میں نے چڑیوں کے بچوں کی آواز سنی ان کو پکڑ کر اس وقت کپڑے میں رکھ لیا۔ اتنے میں ان چڑیوں کے بچوں کی ماں میرے سر کے گرد اڑنے اور پھڑ پھڑانے لگی جونہی میں نے کپڑا اٹھایا تو ان کی ماں بچوں سے ان پر گر پڑی پھر میں نے ان سب کو اس کپڑے میں لپیٹ لیا۔ اور وہ سب یہ موجود ہیں۔ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ ان کو یہیں رکھ دو۔ جب وہ بچے رکھ دیا تو ان کی ماں اپنے بچوں کے ساتھ شامل ہو گئی۔ جب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کیا تمہیں اس ماں کی اپنے بچوں کے ساتھ محبت پر تعجب ہوتا ہے۔ قسم ہے اس ذات کی جس نے مجھے حق کے ساتھ بھیجا ہے بیشک خدا کی محبت اپنی مخلوق کے ساتھ اس سے کہیں بڑھ چڑھ کر ہے۔ جو کہ اس ماں کو اپنے بچوں کے ساتھ ہے اللہ تعالیٰ نے اپنی رحمت کے سو حصے کئے ننانوے حصے اپنے پاس رکھے اور صرف ایک حصہ زمین پر اتارا اسی کے طفیل ہر مخلوق ایک دوسرے پر رحم کرتی ہے۔ یہاں تک کہ ایک چوپایہ بھی اپنے بچے کو ضرر پہنچنے کے اندیشہ سے اپنا سم اس پر سے اٹھا لیتا ہے۔ (ترمذی)

پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ان بچوں کو جہاں سے تو نے اٹھایا ہے وہیں رکھ آ۔ اور ان کی ماں کو بھی ان کے ساتھ رہنے دے۔

حضرت ابو ہریرہؓ سے روایت ہے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ایک زانیہ عورت نے گرمی کے دن ایک کتے کو دیکھا کہ کنوئیں کے آس پاس گھومتا ہے اور پیاس سے زبان نکالے ہے۔ پیاس کے مارے۔ سو اس عورت نے اپنا موزہ اتارا پھر اس کو اپنی

اوڑھنی سے باندھا پھر پانی نکال کر اس کو پلایا۔ اللہ تعالیٰ نے اس سبب سے اس کے گناہ معاف کر دئیے (بخاری)

اس عورت نے تو روزہ کی حالت میں اپنا کتے کو پانی پلایا اس نے محض اللہ تعالیٰ کے لئے اور اپنی نجات کے لئے ... محبت سے کام لیا ... وہ بھی اہلِ ایمان ... بہ مخلوق کو بھی ... رحم کی ایک عالی ترین مثال ہے ... اس کے بعد اپنے قلب میں راحت محسوس کی ... جزا کی مستحق ہوئی ... اور یہ بھی ... رحم کرنے والوں پر رحم کرتا ہے ...

ایک دفعہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے ایک صحابی نے عرض کیا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مجھے بکری ذبح کرتے وقت رحم آتا ہے تو آپ نے فرمایا اگر اس پر رحم کرو گے تو خدا تم پر بھی رحم کرے گا (مسند احمد)

صحابہ کرامؓ بھی جانوروں کے دکھ درد کو کبھی نہ دیکھ سکتے۔ ... جانوروں کی راحت کا خیال ... تھا۔ حضرت انس بن مالکؓ فرماتے ہیں کہ جب ہم منزل پر اترتے تھے تو پہلے اونٹوں کا کجاوہ کھول دیتے تھے۔ پھر نماز پڑھتے تھے (ابو داؤد)

ایک دفعہ حضرت عبد اللہ بن عمرؓ نے دیکھا کہ ایک چرواہا ایک گندی جگہ بکریاں چرا رہا ہے اور ان کو دوسری جگہ اس سے بہتر نظر آئی تو اس سے کہا کہ ان کو لے جاؤ۔ کیونکہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا ہے کہ قیامت کے دن ہر راعی سے اس کی رعیت کے متعلق سوال کیا جائے گا۔

فاتح مصر عمرو بن العاصؓ کے خیمے پر ایک کبوتر نے گھونسلا بنایا تھا۔ کوچ کے وقت فرمایا کہ خیمہ ... ہیں چھوڑ دیا جائے تاکہ کبوتر اپنا بچہ دور نے آرام نہ ہو۔ ... اس مقام پر ... شہر آباد ہوا ...

(باقی صفحہ پر)

قاضی سے التماس

مضمون جناب سید ابراہیم صاحب فدا کی تالیف کردہ کتاب "مسلمان کی ترالی شادی" سے لیا گیا ہے۔ فاضل مصنف نے نہایت جانفشانی و کد و کاوش سے حق و صداقت پر کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی ہے۔ اب میں ناظرین کرام کے سامنے پیش کر رہا ہوں ــــ ناقل: ڈاکٹر ایچ سید عبدالحکیم بخاری

آداب قضاۃ

قاضی اس کو کہتے ہیں جو قضاوت کرے۔ جھگڑوں کا فیصلہ شرعی قانون پر اور شریعت کے احکام جاری کرے۔ قاضی مذہب اسلام کا مفتی ہو۔ عادل منصف، خطیب، قاری اور امام وقت ہو۔ چونکہ کتاب خدا اور شریعت کے احکام پر چلنے اور خلاف شرع احکام سے بچنے کی ہدایت دے۔ قاضی تقویٰ پرست ہو۔ پرہیزگار ہو۔ اور اس کی زندگی کا ہر عمل اسلامی اصولوں اور قوانین پر ہو۔ اس کا عدل و انصاف اسی قانونی احکام پر ہو۔ جو حضور پاک رسالتمآب صلی اللہ علیہ وسلم سے نقل کردہ ہیں زمین کے مسلمانوں تک پہنچے ہیں۔ جیسا کہ خداوند کریم کا ارشاد ہے ملاحظہ ہو۔

وَإِذَا حَكَمْتُم بَيْنَ النَّاسِ أَن تَحْكُمُوا بِالْعَدْلِ ط إِنَّ اللَّهَ نِعِمَّا يَعِظُكُم بِهِ إِنَّ اللَّهَ كَانَ سَمِيعًا بَصِيرًا (سورہ نساء)

یعنے اور جب لوگوں کا فیصلہ کرو تو انصاف سے فیصلہ کرو۔ اللہ تعالیٰ تمہیں اچھی نصیحت کرتا ہے۔ بے شک اللہ تعالیٰ سنتا اور دیکھتا ہے۔

فیصلہ انصاف کے ساتھ کرنا ہی اطاعت الٰہی ہے۔ اور اللہ سے محبت کے رشتہ کو جوڑتا ہے۔ اللہ تعالیٰ اسی سورہ کے رکوع ۸ میں فرماتا ہے۔

فَلَا وَرَبِّكَ لَا يُؤْمِنُونَ حَتَّىٰ يُحَكِّمُوكَ فِيمَا شَجَرَ بَيْنَهُمْ ثُمَّ لَا يَجِدُوا فِي أَنفُسِهِمْ حَرَجًا مِّمَّا قَضَيْتَ وَيُسَلِّمُوا تَسْلِيمًا ٥ (سورہ نساء رکوع ۸)

یعنے (اے پیغمبر) تیرے پروردگار کی قسم (اللہ خود اپنی قسم کھاتا ہے) وہ مومن نہ ہوں گے جب تک اپنے جھگڑوں کا فیصلہ تجھ سے نہ کرائیں۔ پھر تیرے فیصلے سے ان کے دلوں میں کچھ اداسی نہ ہو۔ اور خوشی خوشی مان لیں۔

ہر مسلمان کو چاہئے کہ اس آیت کریمہ سے سبق حاصل کرے اور خود اپنے آپ کو اس آیت کی کسوٹی پر پرکھے۔ آیا وہ ایماندار ہے یا بے ایمان۔ آیا وہ اپنے ہر جھگڑے اور فساد کو قرآن و حدیث کا فیصلہ بتانا چاہتا ہے اور اگر اس کا فیصلہ کتاب و سنت کے موافق ہو تو اس کو خوشی خوشی منظور کرتا ہے۔ یہ آیت کریمہ ایک ایسی آیت ہے جو مومن اور کافر میں تمیز کرتی ہے۔ قاضی یا منصف یا عادل کو چاہئے کہ وہ ہر فیصلہ کو شریعت کے مطابق انصاف پر کرے۔ اگر وہ کتاب و سنت سے ہٹ کر کیا تو یقیناً اس کا شمار ملعونوں میں ہوگا۔ اکثر دیکھا گیا ہے کہ فیصلے رشوت دے کر کرائے جاتے ہیں۔ اور ہر جھگڑے کے فیصلہ کا دارومدار رشوت پر ہے۔ حضرت علیؓ سے منقول ہے کہ فیصلہ سنانے میں رشوت لینا کفر ہے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جو امیر لوگوں سے چھپ کر لیتا ہے۔ وہ ایک حرام فعل کا مرتکب ہوتا ہے (مسند امام احمد)

ناظرین کرام غور کریں کہ آجکل کے قاضیوں کا شمار کس میں ہے۔ اور ایک حدیث میں ہے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ خدا کی لعنت ہے رشوت لینے والے پر اور اس شخص پر جو رشوت دے۔ (بخاری، مسلم)

اس حدیث سے معلوم ہوا کہ راشی و مرتشی دونوں ملعون ہیں۔

انصاف کرنے والوں کا درجہ اور مرتبہ قیامت کے دن بہت بڑا ہے۔ صحیح حدیث میں ہے کہ قیامت کے دن انصاف کرنے والے پروردگار کے داہنی طرف نور کے منبروں پر ہوں گے۔ جنہوں نے اپنے گھر والوں میں اور زیر اثر افراد میں انصاف سے فیصلہ کیا ہے ــــ غرض قاضی کو چاہئے کہ وہ شریعت کا پابند ہو۔ اس کا ہر فیصلہ انصاف پر کتاب و سنت کے موافق ہوتا رہے۔ اور مندرجہ ذیل حدیث کو اپنا طریق عمل بنالے۔

حضرت معاذ بن جبلؓ کو جب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے یمن کا قاضی بنا کر بھیجا تو ان سے پوچھا کہ تم کس پر فیصلہ کروگے۔ انہوں نے کہا اللہ کی کتاب پر۔ آپ نے فرمایا اگر اللہ کی کتاب میں وہ فیصلہ نہ ملے تو معاذؓ نے کہا تو میں اس کے رسول کی حدیث پر فیصلہ کروں گا۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اگر حدیث میں بھی نہ ملے تو معاذؓ نے کہا میں اپنی رائے سے اجتہاد کروں گا۔ (کوشش کروں گا) سو سمجھنے میں بھی کمی نہ کروں گا۔ یہ سنکر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کے سینے پر ہاتھ مارا اور فرمایا۔ شکر ہے خدا کا کہ رسول کے رسول کو اس نے ایسی توفیق دی جس سے رسول راضی ہے۔ غرض منصف یا قاضی کو چاہئے کہ وہ فیصلہ دینے سے پہلے سوچے اور سمجھے آیا اس کا فیصلہ انصاف پر ہے یا نہیں کیونکہ ایک دن خدا کے سامنے کئے ہوئے فیصلوں کا جواب دینا ہوگا۔ اگر اس کا فیصلہ انصاف پر نہیں ہے تو قیامت کے دن سخت عذاب کا مستحق ہوگا۔ ملاحظہ ہو فرمان خدا۔

وَمَن لَّمْ يَحْكُم بِمَا أَنزَلَ اللَّهُ فَأُولَٰئِكَ هُمُ الْفَاسِقُونَ۔ (مائدہ رکوع ۷)

یعنے جو لوگ اللہ کے اتارے موافق حکم نہ دیں وہی فاسق ہیں۔

دوسری جگہ خداوند کریم کا ارشاد ہے

يَا دَاوُودُ إِنَّا جَعَلْنَاكَ خَلِيفَةً فِي الْأَرْضِ .... يَوْمَ الْحِسَابِ ٥ (سورہ ص رکوع ۲)

یعنے (ہم نے داؤدؑ سے یہ بھی فرمایا) داؤد ہم نے تجھ کو زمین کا حاکم بنایا ہے تو لوگوں کا فیصلہ انصاف سے کیا کر اور نفس کی خواہش پر مت چل (ایسا نہ ہو) وہ تجھ کو خدا کے (ٹھیک) راستے سے بہکا دے۔ بیشک جو لوگ اللہ کی راہ سے بہک جاتے ہیں ان کو سخت سزا ملے گی۔ اس وجہ سے کہ وہ حساب کا دن بھول گئے۔

الحمدللہ کیا اچھی آیت ہے اور کیا عمدہ کلام ہے۔ موجودہ زمانے کے قاضی، منصف اور عادل کے لئے غور طلب ہے۔ اور ان کو تنبیہ کی جا رہی ہے کہ وہ اپنی ذمہ داری کو سمجھیں اسی خیال سے بہت سے بزرگوں نے عہدۂ عدالت (قضاوت) کے عہدے کو ٹھکرا دیا جس کے نتیجہ میں وہ نہایت سخت تکلیفیں برداشت کیں۔ مگر منصب عدالت کو قبول نہ کیا۔ ان بزرگوں میں سے حضرت امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ ہیں جو اہل سنت کے پیشوا اور امام ہیں۔ حدیث شریف میں ہے کہ جو شخص قاضی بنایا گیا وہ گویا بغیر چھری کے ذبح کیا گیا۔ اہل بصیرت قاضی اس کی ذمہ داری پر غور کریں گے بعد میں سمجھ جائیں گے؟ موجودہ زمانہ میں قاضی کی حالت کا کچھ اندازہ نہیں ان میں بہت سے کردار مذہب اسلام سے کوسوں دور ہیں اور خود شریعت کی پابندیوں سے نا آشنا ہیں۔ پھر ان سے کیا توقع ہو سکتی ہے کہ وہ دوسروں کو غیر شرعی افعال سے باز رکھیں گے۔ اگر ان لوگوں کی ایسی حالت ہے تو پھر وہ منصب قضاوت پر کیسے فائز ہو سکتے ہیں؟ وہ سمجھنے کی کوشش نہیں کرتے کہ تمام مسلمانوں کا وبال قیامت کے دن ان کے سر ہوگا۔ اور وہ تمام مسلمانوں کے گناہوں کے باعث ہوں گے۔ معلوم نہیں ان کی قیامت کے دن کیا گت ہوگی اور وہ خدا کے سامنے کیا جواب دیں گے۔ خدا ہدایت دے ان لوگوں کو۔

مجھے زیادہ شہر کے قاضیوں کو دیکھنے کا موقع نہیں ہوا۔ پھر بھی ایک دو شہر کے قاضیوں کی حالت ناظرین کرام کے سامنے پیش کر رہا ہوں اور یقین دلاتا ہوں کہ جو کچھ لکھا گیا ہے بالکل صحیح اور سچ ہے بلکہ اصلیت سے کچھ کم۔ انشاءاللہ اس کی صداقت اسی شہر کے مسلمان دیں گے جہاں ایسے قاضی ہیں۔ میں ان کے اعمال سے وہ عمل چن لیا ہوں جو اس کتاب سے تعلق رکھتے ہیں۔ اور پیش کر رہا ہوں۔ میرا قیاس ہے کہ دوسرے شہر کے قاضی بھی غالباً ایسے ہی ہوں گے واللہ اعلم۔ ذیل کے مضمون میں مجھ سے چند سخت اور سست الفاظ نکل گئے ہیں جن کا کہنا نہایت ضروری تھا۔

تارک الصلوٰۃ

نماز کی اہمیت اسلام میں کیا ہے۔ اور اس کے ترک کرنے والے کو کیا کہا ہے۔ کو ہر ایک مسلمان جانتے ہیں۔ تاہم میں صرف ایک حدیث پیش کرتا ہوں۔ نماز فرض ہے اور ایک ایسا عمل عظیم ہے جس سے مسلمان اور کافر میں تمیز ہو سکتی ہے۔ ملاحظہ ہو حدیث شریف :-

فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے جس نے جان بوجھ کر نماز چھوڑ دی وہ ظاہر میں کافر ہے۔ (مجالس الابرار صفحہ ۸۱)

(باقی صفحہ ۹ پر)

قاضی سے التماس

(بسلسلہ ص ۸)

جابرؓ سے روایت ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ بندے اور کفر کے درمیان فرق نماز کا چھوڑنا ہے۔ مگر قاضی اس کی فضیلت اور اہمیت کو جانتے ہوئے اس کی پابندی نہیں کرتے ہیں۔ نہایت افسوس کا مقام ہے۔ شاید ان حضرات کو نماز سے معافی مل چکی ہے۔ ان کو کسی مسجد میں پانچ وقت نماز ادا کرتے نہیں دیکھا گیا۔ مگر وہ نماز جمعہ اور نماز عیدین کی پابندی نہایت سختی سے کرتے ہیں۔ یہاں سوال پڑتا ہے کہ شاید وہ حضرات ہر روز گھر پر نماز ادا کرتے ہوں گے۔ جواب یہ ہے کہ کسی مسلمان مرد کو گھر پر فرض نماز ادا کرنے کی اجازت اسلام نے نہیں دی۔ سوائے چند مجبوریوں کے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اپنی مبارک زندگی کے آخری لمحات میں جبکہ آپ چل نہ سکتے تھے سہارا دے کے لیے مسجد نبوی میں تشریف لاتے تھے۔ اور نماز ادا کرتے۔ پھر تو یہ قاضی کس حیثیت کے مولوی ہیں کہ بغیر عذر شرعی گھر پر نماز ادا کرنے کا حق رکھتے ہیں۔ اور ان کو وہ کونسا بیماری کا عذر ہے جس کی بناء پر وہ نماز گھر پر ادا کرتے ہیں۔ اگر نماز کے فلسفہ کو اس کی فضیلت اور اس کی اہمیت کو ان قاضیوں نے نہ سمجھا ہے تو پھر اپنے آپ کو قاضی اور خادم قوم کہلانے کا کیا حق رکھتے ہیں۔ ان کے اس فرض کی اہمیت کا احساس نہیں تو دوسرے فرائض کی ادائیگی ان سے کیونکر ہو سکتی ہے۔ اور وہ قوم کی خدمت کیا خاک کر سکتے ہیں۔ مسلمانوں کے نکاح کیونکر پڑھا سکتے ہیں۔ کیا ہم ان سے کہہ کر ان سے نکاح پڑھوانا جائز ہے؟

خطبۂ نکاح

کسی مسلمان کی شادی چاہے شریعت کے موافق ہو یا نہ ہو کہ شہر کے قاضی صاحب دنیا کی لالچ کی خاطر ٹھیک وقت پر پہنچ جاتے ہیں۔ اور خطبۂ نکاح یعنی چند عربی جملے نہایت سریلی آواز میں رٹ جاتے ہیں۔ حالانکہ ان کو نہیں معلوم کہ خطبہ کا مفہوم کیا ہے اور کیا پڑھا جا رہا ہے۔ اور سامعین کا خدا حافظ گویا بہرے کے سامنے بنسری بجائی جا رہی ہے۔ غرض ایک رسم ہے کہ ادا کی جا رہی ہے۔ اقبال نے

رہ گئی رسم اذاں روح بلالی نہ رہی
فلسفہ رہ گیا تلقین غزالی نہ رہی

بعض جگہ خطبۂ نکاح سے پہلے اور بعد اس قدر بے جا رسومات دیکھی گئی ہیں کہ شرمناک، قاضی صاحب کی موجودگی میں ادا کیے جاتے ہیں کہ خدا کی پناہ! مگر قاضی صاحب دیکھتے رہتے ہیں۔ اور ہنستے رہتے ہیں۔ نصیحت تو درکنار [illegible] ایک لفظ بھی ان کے منہ سے نہیں نکلتا۔ ان بے ہودہ رسومات کو دیکھ کر خوشی کے مارے اپنے جامے میں پھولے نہ سماتے ہیں۔ کیوں نہ ہو ورنہ ان کی فیس اور نذرانے پر فاقہ پڑ جاتی ہے۔ دنیا کے تھوڑے سے لالچ کی خاطر اپنا ایمان کھو بیٹھتے ہیں۔ ان کو کیا غرض مردہ جنت میں جائے یا دوزخ میں انہیں اپنے حلوے مانڈے سے کام۔ شادی خانہ آبادی ہو یا نہ ہو ان کو کیا غرض۔ ان کو تو کھانے اور اپنے پیسے سے غرض ہوتی ہے۔ ہم نے کسی جگہ نہیں دیکھا کہ قاضی صاحب کسی شادی کی غیر شرعی رسم کی مذمت کیے یا منع کیے یا ان کے نہ ماننے پر خطبۂ نکاح پڑھنے سے باز آئے۔ مسلمانو! کیونکر ایسے قاضی مسلمانوں کے پیشوا ہو سکتے ہیں۔ کیا ان سے خطبہ پڑھوانا جائز ہو سکتا ہے؟ اگر کوئی ان سے کہے کہ جو کچھ وہ کر رہے ہیں خلاف قانون شرع ہے اور کہ وہ بعض احکام شریعت کو شادیوں میں رواج دیں تو قطعاً انکار کر دیتے ہیں۔ خدا کی پناہ! قاضی اور احکام شریعت سے انکار۔ دیکھ لیا آپ نے ان کا ایمان۔ یہ دو مسلمان کے بھیس میں شیطان نہیں ہیں تو فکر کا مقام ہے۔

ان قاضیوں نے بہت سی ایسی عورتوں کا نکاح کر دیا جو نکاح کے وقت حالت عدت میں تھیں۔ بہت سی ایسی عورتوں کے نکاح کیے جنہوں نے اپنے شوہروں سے نہ طلاق لیا اور نہ خلع لیا۔ بہت سے مرد اور عورتوں کے نکاح انہوں نے رشوت لے کر توڑ دیا جن کے تعلقات خوشگوار تھے۔ انہوں نے رشوت لیکر دنیا کے حقیر نام کے لئے بہت سے مرد اور عورتوں کے تعلقات کو جوڑ دیا جو شرعاً ناجائز تھے اور ان قاضیوں نے ایسی عورتوں کا نکاح کر دیا جو نکاح سے پہلے حاملہ تھیں۔ کیا اس قسم کے قاضی مسلمانوں کے رہنما، منصف، عادل، خطیب اور امام ہو سکتے ہیں۔ ایک معمولی آدمی کی توہین اور بے حرمتی ان قاضیوں سے ہو رہی ہے اس لئے ان حضرات سے التماس ہے کہ وہ اپنی نہیں تو آخر مذہب اسلام کی لاج رکھیں۔ اور غیر شرعی احکام سے باز آئیں۔ دوسروں کو برے رسومات سے روکیں اور ان یہودیوں کی طرح نہ ہو جائیں جو رشوت لیکر احکام کو بدل ڈالتے تھے۔ اور انصاف کا گلا گھونٹ دیتے تھے۔ ان کا فرض ہے اور فرض منصبی ہے کہ مسلمانوں کو اسراف خرچی، شادی بیاہ کے بے جا رسومات سے روکیں۔ خود بھی ان باتوں سے پرہیز کریں جا بجا اعلان کر دیں کہ غیر شرعی شادیوں کے نکاح نہیں پڑھے جائیں گے۔ خود بھی اس کی پابندی کریں۔ لاچار اور بے زبان لڑکیوں کو موجودہ زمانے کے مسلمانوں کے آہنی پنجے سے بچائیں۔

نوٹ: ہمارے کرنول کا ایک قاضی مذکورہ بالا صفات کے علاوہ اور زیادہ صفات سے متصف ہے۔ انشاء اللہ ہم آئندہ اس پر مزید روشنی ڈالیں گے۔ (ادارہ)

ختم نبوت

(بسلسلہ ص ۴)

میرے بہت سے نام ہیں۔ میں محمد ہوں۔ میں احمد ہوں میں ماحی ہوں کہ اللہ مجھ سے کفر کو مٹائیگا۔ اور میں حاشر ہوں کہ اللہ میرے قدموں پر حشر کرے گا۔ اور میں عاقب ہوں اور عاقب اس کو کہتے ہیں جس کے بعد کوئی نبی نہ ہو۔

اس حدیث میں نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے اسماء مبارک میں اسم عاقب کا ذکر فرمایا ہے جس کی تفسیر بھی خود ہی فرما دی ہے یعنی وہ شخص جس کے بعد کوئی اور نبی نہیں آئے گا۔

ایسے نصوص شریعہ کے موجود ہونے پر بھی اگر کوئی شخص رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد کسی شخص کی نبوت کا قائل ہو تو پھر اس کے لئے ہمارے پاس کوئی جواب نہیں۔ چونکہ یہ مسئلہ عقائد سے متعلق ہے اور عقائد میں تقلید حرام ہے اور برہان قطعی کے بغیر کوئی عقیدہ صحیح تسلیم نہیں کیا جاتا۔ نیز ایسے مسائل اجتہادی مسائل میں داخل نہیں ہو سکتے۔ ہر مسلمان کو چاہیے کہ وہ اس عقیدہ میں صرف قرآن و حدیث پر قائم رہے اسی کو نجات اخروی کا سرمایہ بنائے اجماع کا یہی فیصلہ ہے۔ ▲▲

ظالم کی حمایت کرنا اپنی اولاد کی بربادی کرنا ہے

خدا یہاں نہیں ملیگا

کوئی انسان مندروں میں آرتی کر رہا ہے
کوئی انسان مسجدوں میں تسبیح پھیر رہا ہے
کوئی انسان خانقاہوں میں چلہ کشی کر رہا ہے۔
کوئی انسان جنگلوں میں تپسیا کر رہا ہے۔
کوئی دریا کے کنارے بیٹھا ڈنڈوت کر رہا ہے۔
کوئی پہاڑوں میں ایشور بھگتی کر رہا ہے۔

کوئی بستی کے باہر درخت کے نیچے سادھو بنا کر نام خدا کی مالا جپ رہا ہے انہیں خبر نہیں کہ اس قسم کی ریاضتوں اور گیان دھیان اور ذکر الٰہی سے خدا نہیں ملتا مگر حرص و آز نے انہیں دل کا اندھا کر رکھا ہے۔ بیکار زندگی نے انہیں مکار و فریب کار بنا دیا ہے۔ ان کی قناعت ایک دھوکہ اور ان کا صبر ایک فریب ہے۔ ان کا عمل ریاکاری ہے۔

یہ مندر، گرجا، مسجد، خانقاہ، کلیسا، آتشکدے کا پجاری، ملا، مولوی، عابد، زاہد، رشی، منی وغیرہ بننے سے کوئی خدا تک نہیں پہنچ سکتا۔ دیکھا یہ مظاہر خدا کی عبادت ہیں

بلکہ خدا کو

۱۔ ان کھیتوں میں ڈھونڈو جہاں کسان محنت کی صورت میں اپنا خون پسینہ ایک کرتے ہیں۔

۲۔ اس میدان جنگ میں ڈھونڈو جہاں ظالم و جابر کو روکنے کے لئے لوگ اپنی جان دیتے ہیں۔

۳۔ اس کارخانے میں جا کر ڈھونڈو جہاں مزدور اپنا خون دے کر مال تیار کرتے ہیں۔

ایسے جفاکش کے پاس جا کر ڈھونڈو جو پتھر کوٹ کر سڑک تیار کرتا ہے۔ اور لوگوں کو سکھ پہنچاتا ہے۔

ناقابل اشاعت مضامین واپس نہیں کیے جاتے

تفسیر ما اھل بہ لغیر اللہ

(بسلسلہ صفحہ)

لَھُمْ لِیَزْدَادُوْٓا اِثْمًا وَّلَھُمْ عَذَابٌ مُّھِیْنٌ (آل عمران)

کافر اس کو ہرگز خیر نہ سمجھیں کہ ہم نے ان کو ڈھیل دیا ہے ہم تو ڈھیل اور مہلت دیتے ہیں کہ وہ اور زیادہ گناہ کریں ان کے لئے ذلت کا عذاب ہے۔

وَالَّذِیْنَ کَذَّبُوْا بِاٰیٰتِنَا سَنَسْتَدْرِجُھُمْ مِّنْ حَیْثُ لَا یَعْلَمُوْنَ وَاُمْلِیْ لَھُمْ اِنَّ کَیْدِیْ مَتِیْنٌ۔ (الاعراف)

جن لوگوں نے ہماری آیتوں کو جھٹلایا ہم آہستہ ان کو عذاب کی طرف کھینچے جاتے ہیں انہیں معلوم نہیں ہوتا۔ میں انہیں ڈھیل دیتا ہوں۔ بیشک میرا داؤ بہت زبردست ہے۔

آیات مذکورہ میں غور کیجئے صاف ظاہر ہے رسول اور مومنین کا راستہ چھوڑ دینے کے بعد گمراہی کے سوا کچھ بھی نہیں۔ نولہ ما تولی میں بتایا گیا جدھر انسان جاتا ہے ادھر ہی اللہ لے جاتا ہے اگر وہ اپنی مرادیں قبروں پر چاہتا ہے تو اللہ بھی اس کی مراد قبروں پر پوری کرتا ہے۔ اگر کوئی شخص جنوں سے اپنی مراد چاہتا ہے تو اللہ بھی اس کی مراد جنوں سے پوری کرتا ہے۔ پھر وہ خوش ہوتے ہیں۔ گمراہ لوگ نہایت دھوم دھام سے کرتے ہیں یہی استدراج ہے اس کا انجام جہنم کی مار ہے۔ ہم نیک لوگوں نے اس سے پناہ مانگی ہے۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے پاس جب ایران کے خزانے آئے تو آپ نے فرمایا اللہ میں تیرے استدراج سے پناہ مانگتا ہوں۔

(باقی آئندہ)

حیوانات کے متعلق ہمارے فرائض

(بسلسلہ صفحہ)

کو کہتے ہیں۔

حضرت مولانا روم ؒ ایک بار معتقدین کے ساتھ کہیں جا رہے تھے ایک گلی میں آگے سے ایک کتا سو رہا تھا۔ جو اسی تنگ گلی کو گزرتے تو کتے کے آرام میں خلل پڑتا تھا۔ آپ اس وقت تک کھڑے رہے کہ کتا خود بیدار ہو کر کے اٹھا اور راستہ صاف ہوا۔

حضرت خواجہ باقی باللہ ایام سرد میں نماز تہجد سے فارغ ہو کر جا بستر پر لیٹنے لگے تو دیکھا کہ ایک بلی لحاف میں دبکی ہوئی ہے۔ آپ نے اس کو نکال کر خود لیٹنا گوارا نہ فرمایا۔ اور بقیہ سخت ترین سردی کی رات کھڑے کھڑے گزار دی۔ آج مسلمانوں میں رحم و کرم کا یہ جذبہ کہاں جانور تو کیا انسان بھی ان کے ہاتھ سے مامون نہیں ہے۔

موذی جانوروں کا قتل

فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے پانچ جانور ہیں کہ سب کے سب ایذا دینے والے ہیں۔ ان کو حرم میں بھی مار دیا جائے۔ (۱) سانپ (۲) بچھو (۳) چیل (۴) چوہا (۵) دیوانہ کتا (ابو داؤد)

صحابہ کرام ہر وقت رعایا کے آرام و آسائش کی فکر میں مصروف رہتے تھے۔ اس لئے ان کے درد و دکھ سے واقفیت حاصل کرنے کی ہر ممکن تدبیر اختیار کرتے تھے ان میں سے ایک یہ ہے کہ موذی جانوروں کو ملک سے فنا کرنے کی کوشش کرتے تھے۔ یہی وجہ ہے کہ اس قسم کے جانوروں کے قتل پر انعام دیا جاتا ہے۔ حضرت عثمان ؓ کے عہد خلافت میں حضرت امیر معاویہ ؓ نے جبکہ وہ ملک شام میں حضرت عثمان ؓ کے عامل تھے اس قسم کا انتظام کیا تھا چنانچہ قنسرین کے عامل نے جب ان کی خدمت میں یہ شکایت کی کہ مسلمانوں کی جو جماعت ان کے ساتھ ہے۔ ان کو بچھوؤں کی کثرت سے اذیت پہنچتی ہے تو انہوں نے لکھا کہ تمام شہر کے لوگوں پر بچھوؤں کی ایک تعداد مقرر کر دی جائے کہ ہر رات کو پکڑ کر لائے۔ چنانچہ وہ لوگ ان کے پاس بچھوؤں کو پکڑ کر لاتے تھے اور وہ مار ڈالے جاتے تھے۔ اس طرح ان کی تعداد میں بہت زیادہ کمی ہو گئی۔

سجستان میں بکثرت سانپ رہتے تھے۔ جب حضرت عبد الرحمن بن سمرہ ؓ نے حضرت عثمان ؓ کے عہد خلافت میں اس کو فتح کیا تو وہ نکو ہو گئے اور عار رشت سانپ کا جاتے تھا اسلئے

معاویہ ؓ نے بھی اسی شرط پر ایک کو محصل ... دو قسم جانوروں کو دور سے۔ (طبقات ابن سعد)

حیوانات کو اذیت پہنچانے کی سزا

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ ایک چیونٹی نے کسی پیغمبر کو کاٹا تو انہوں نے حکم دیا کہ چیونٹی کے مکان کو جلا دیا جائے۔ خدائے تعالیٰ کی طرف سے وحی آئی کہ اے پیغمبر محض ایک چیونٹی کے کاٹنے پر تو نے ایک گروہ کو جلا دیا جو ہماری تسبیح خواں تھا۔ تجھے بدلہ ہی لینا تھا تو اسی ایک چیونٹی سے لینا تھا۔ (بخاری و مسلم)

عبد اللہ بن عمر سے روایت ہے کہ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک عورت کو ایک بلی کے بارے میں عذاب دیا گیا۔ جس کو اس نے باندھ رکھا تھا۔ یہاں تک کہ وہ بھوکی مر گئی۔ اس معاملہ میں وہ دوزخ میں داخل کی گئی۔ ایک روایت میں یہ الفاظ ہیں کہ ایک عورت بلی کو باندھ رکھی تھی۔ نہ تو خود کھلاتی تھی اور نہ اس کو کھولتی کہ وہ حشرات الارض کھا کر اپنا پیٹ بھر لیتی۔ اس لئے اس عورت کو اللہ تعالیٰ نے دوزخ میں داخل کر دیا۔ (بخاری)

اس حدیث سے صاف ثابت ہوتا ہے کہ ایک بلی کو ستانے اور تکلیف دینے کا عذاب بتایا گیا۔ ایک ایسے حیوان کو تکلیف دینے کی سزا کا ذکر ہوا جو بے زبان ہے۔ اپنے تکلیف پہنچانے والے سے کچھ نہ کہہ سکتا ہے اور نہ تکلیف کا اظہار کر سکتا ہے۔ غور کرو جب بے زبان جانور کو تکلیف پہنچانے پر سزا ملے گی تو زبان رکھنے والے انسان کو تکلیف پہنچانے کی کیا سزا ہو گی۔ عام انسانوں کے معاملہ کو چھوڑ دیجئے اور اس پر غور کیجئے کہ جو شخص اپنے ان بیویوں کو اذیت دیگا جو اس کے نکاح میں رکھتے ہیں یا قرابتدار اور عزیز ہیں یا ہمسایہ ہیں یا اس قسم کے اور کوئی خاص تعلق رکھتے ہیں۔ ایسا شخص سخت سزا کا مستحق ہوگا۔ اور اس کا جرم دہرا جرم ہوگا۔ مختصر یہ کہ حدیث مذکور حیوانات کو اذیت دینے پر انسان کو عذاب کا مستحق قرار دیتی ہے۔ اس لئے ہمارا فرض ہے کہ ہم حیوانات کا خیال رکھیں اور ان کو کسی قسم کی تکلیف نہ دیں۔ ●●

طِبّی چٹکلے

حلق کی بیماریاں :- اناناس کے تازہ پھل کا عرق پینے سے حلق کی تمام بیماریاں دور ہو جاتی ہیں۔

آملہ کا استعمال :- سبز آملہ دو عدد صبح و شام ہر روز بلاناغہ کھانے والا کبھی بیمار ہوگا اور نہ کبھی اس کے سر کے بال سفید ہوں گے۔

پیچش کی دوا :- کالی ہرڑ کو پیس کر گھی میں بھون کر شیشوں میں بند کر لیں۔ ۲ ماشہ بنارسی چاولوں کے پانی کے ساتھ استعمال کریں۔

امرت دھارا کا فارمولا :- کافور ۵ تولہ۔ ست پودینہ ۵ تولہ ست اجوائن ۵ تولہ۔ تینوں کو شیشی میں ڈال کر بند کر کے دھوپ میں رکھیں۔ امرت دھارا تیار ہے۔ دو بوند بتاشے میں ڈال کر پیٹ کے مریض کو دیں۔ بیرونی درد کے لئے تیل سرسوں یا ویزلین میں ملا کر لگائیں۔

دیسی گلوکوز :- ورق چاندی۔ طباشیر خالص۔ مغز الائچی خورد۔ ہم وزن لے کر دیسی مصری ملالیں اور تین گھنٹے تک کھرل کریں۔ ۲ ماشے مقدار ایک دودھ یا مکھن میں دیں ولایتی گلوکوز سے زیادہ مفید ہے۔

مدرسہ الجامعۃ الرشاد

زیر اہتمام انجمن اصلاح المسلمین رائے درگ ضلع اننت پور

سرزمین رائے درگ جیسے غیر معروف علاقہ میں اسلامی اور دینی ماحول میں دین کی شمع فروزاں لئے ہوئے ایک دینی درسگاہ کا قیام عمل میں آیا ہے جو احساس ملّی اور دینی درد رکھنے والے مخیر حضرات کی امداد و اعانت کا محتاج ہے تمام مخیر حضرات سے اپیل ہے کہ اس کار خیر میں اپنی امداد و اعانت پیش کر کے دارین کے اجر کے مستحق ہوں۔ ادارہ ہذا کی جانب سے مولوی ابوالخیر سید عبدالرحیم صاحب کو سفارت پر مقرر کیا گیا ہے۔ لہٰذا آپ سے ملاقات کرنے پر سفیر موصوف سے تعاون کریں اور کرائیں۔

المعلن :- سکریٹری۔ بی عبد الباسط

(انجمن اصلاح المسلمین رائے درگ)

جامعہ محمدیہ عربیہ رائے درگ کے زیر اہتمام

مدارس شبینہ و تعلیم بالغان

جامعہ محمدیہ عربیہ رائیدرگ کی خدمات جلیلہ میں ایک نئے باب کا اضافہ اس طرح ہوا ہے کہ شہر کے دو بڑے مسلم محلوں (۱) قلعی گر (۲) بابر پیٹ میں شبینہ مدرسے کھولے گئے ہیں جن میں خالص دینی تعلیم و قرآنی تعلیم کا انتظام کیا گیا ہے۔ ان دونوں مدرسوں سے ہر طبقہ کے مسلم افراد مستفید ہو رہے ہیں۔ تعلیم بالغان کا سلسلہ بھی جاری ہے۔ کتابیں مفت دی جاتی ہیں۔ یہ سلسلہ محمدیہ عربیہ رائیدرگ کے زیر اہتمام شروع کیا گیا ہے

احقر۔ سید عباس پرنسپل

معجونِ حیات

دل و دماغ اور جگر کو قوت دیتا ہے۔ دوران سر اور وسواس کو دور کر کے تفریح پیدا کرتا ہے۔ اور دل کی گھبراہٹ اور خفقان کو دور کرتا ہے۔ یہ معجون جڑی بوٹی اور وٹامن B کا مرکب ہے۔

مقدار خوراک :- صبح ۵ گرام اور شام ۵ گرام عرق گاؤزبان یا پانی کے ساتھ کھائیں۔ ۲۰ روز کا خوراک ۱۲ روپے علاوہ محصول ڈاک۔ ضرورتمند حضرات ذیل کے پتہ پر لکھ کر منگالیں۔

ڈاکٹر عبدالحکیم مکان نمبر 76/17 بلّر پیٹ۔ بلہاری 2

کیا آپ کو

- کرنول کے اسپتالوں سے شکایت ہے؟
- کرنول کے دفاتر سے شکایت ہے؟
- کرنول کے غیر سماجی عناصر سے شکایت ہے؟

تو

ہمیں لکھ بھیجئے۔ ہم آپ کی شکایت ایوانِ بالا تک پہونچائیں گے۔

(منیجر)

ضلع کرنول کی خبریں

قومی معاملات

از :- جماعت اہلحدیث کرنول

گزشتہ اشاعت میں قاضی فضل الرحیم کرنولی کے حالات پر تفصیل سے روشنی ڈالی گئی جس سے اہل کرنول بہت متاثر ہوئے۔ کرنول کے گوشہ گوشہ میں خوشی کی لہر دوڑ گئی۔ ہر محفل اور مجلس میں یہ تذکرہ اور چرچا ہوتا رہا۔ جس سے اہل کرنول کے [illegible] اور [illegible] کا اندازہ ہوتا ہے۔ اس کے اپنے محلہ کی اس کی اولاد بھی اس سے بیزار ہے۔ ہر زبان پر اس کے خلاف لعنت اور ملامت کا سلسلہ جاری ہے۔

کتنے لوگوں نے جماعت اہلحدیث کی حوصلہ افزائی کی کہ اس کو جرأت [illegible] ہر گز [illegible] اس کے عیب ظاہر کرو کہ عوام کو نصیحت ہو۔ اس کے بعد دوسرے اس کی عیاری اور فریب سازی سے بچ سکیں۔ اس ظالم نے اپنی دھوکہ بازی کا جال خوب پھیلایا ہے کہ گورنمنٹ کو بھی دھوکہ و فریب دے رہا ہے۔ ہم نے وعدہ کیا ہے انشاء اللہ آئندہ اس کے حالات مستقل عنوانات سے بیان کئے جائیں گے۔ عہدۂ قضاۃ کے فیصلہ کا انتظار ہے جو بہت جلد ہوگا۔

لیکن درخواست ہے کہ کلکٹر کو روانہ کی گئی ہے جس میں تقریباً ایک لاکھ آدمیوں نے ایک ہی مجلس میں خوشی خوشی اور [illegible] دستخط کئے۔ [illegible] یہ ہے کہ اہل کرنول اس کے حالات سے خوب واقف ہیں کہ اس کی ساری زندگی مکاری اور عیاری، چوری اور فریب سازی میں گزری ہے۔ اس لئے وہ اپنے مقابل کسی پر [illegible] نہیں چلا سکتا۔

اس کے دو چار حواری جانشین ہیں جو ہمیشہ پروپیگنڈہ کے ذریعہ الزام [illegible] رہتے ہیں۔ [illegible] ایجنٹ ہوں گے جو [illegible] سے خطا ہوتی ہے [illegible] خطا پوشی کرنا اور عیوب کو چھپانا بھی اسلام کے [illegible] کہ اسلام [illegible] مذہب نہیں ہے۔ کہ خطا پوشی سے خطاکار کی حوصلہ افزائی کرنے اور اس کو جرائم کے ارتکاب میں جری اور دلیر بنا دے [illegible] یہ خیال ہے وہ اسلام کو نہیں سمجھتے ہیں۔

اسلام کا ہے اور حقوق میں قانون ہے اگر کوئی خطا کرے تو اس کو معاف کرو اگر پھر دوبارہ وہ خطا کرے تو مت معاف کرو بلکہ اس کو کافی سزا دو قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم لا یلدغ رجل مومن من جحر واحد مرتین
مومن ایک سوراخ سے دوبار ڈسا نہیں جاتا۔

یہ کہنا [illegible] کسی کی عزت ریزی کرنا بھی شریعت میں ممنوع اور حرام ہے جو بالکل صحیح ہے اگر کسی کی عزت ریزی حرام ہے تو اس نے خود [illegible] اور [illegible] اور فرقہ بازی کی ہے۔ [illegible] ایک کی وجہ سے کتنی معصوم بیچاری لڑکیوں کی عزت آبرو ریزی کے ساتھ عصمت ریزی بھی ہوئی۔ [illegible] آئندہ ہم ان واقعات کو [illegible] کی صورت میں شائع کریں گے۔

بے شک عزت ریزی حرام اور ممنوع ہے اس آدمی کے لئے جو عزت والا ہو لیکن جس کی فطرت ہی چوری مکاری عیاری ڈاکہ زنی ہو مولوی کے چندے کیا کہا حاجیوں کے روپے لوٹنا عیدگاہ اور مسجد کے نام جھوٹے چندے کرکے پیٹ بھرنے والے کی کوئی عزت نہیں ہے موجودہ گورنمنٹ میں ان کے لئے کوئی عزت ہے اور نہ شریعت محمدی میں عزت ہے بلکہ اسلام ان کا سخت دشمن ہے۔ ان کو ذلیل و خوار اور رسوا کرنے کا حکم دیتا ہے کہ چور کا ہاتھ کاٹنے کے بعد وہ ہاتھ گلے میں لٹکا کر تشہیر کی جائے کہ مجرم کی ذلت ہو اور دیکھنے والے کو عبرت ہو۔ اور یہی مطلب قرآن کا ہے۔

وَلْيَشْهَدْ عَذَابَهُمَا طَائِفَةٌ مِّنَ الْمُؤْمِنِينَ

یعنی زانی اور زانیہ کے رجم کے وقت مومنوں کی جماعت کا حاضر ہونا ضروری ہے کہ مجرموں کی ذلت و خواری ہو اور دیکھنے والوں کو عبرت ہو۔

غرض ان مکاروں کی عیاری کو ظاہر کرنا اور ان جیسے دلوں کی ذلت و خواری کا اظہار کرنا اسلام میں جرم نہیں ہے بلکہ کار ثواب ہے۔ [illegible] رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا

من رای منکم منکرا فلیغیرہ بیدہ او بلسانہ او بقلبہ وھو اضعف الایمان۔

جو بھائی کوئی بھی وہ [illegible] سے باز رہنے [illegible] کے یا ہم [illegible] دل سے برا جانے البتہ یہ کمزور ایمان کی نشانی ہے۔ اس کے بعد وہ جو لوگ ان مکاروں اور عیاروں کی حمایت اور تائید میں ہوتے ہیں وہ کس انداز کے ایماندار ہوں گے۔ اسلام کا پیغام ہے جو لوگ دوزخی کے ساتھی ہیں وہ بھی دوزخی ہیں۔ قال اللہ

وَلَا تَرْكَنُوا إِلَى الَّذِينَ ظَلَمُوا فَتَمَسَّكُمُ النَّارُ

ظالموں کی طرف مت مائل ہو ورنہ تم بھی دوزخ میں ڈالے جاؤ گے۔

کرنول کے قاضیوں کے خلاف عوامی محضر

یہ چلا ہے کہ کرنول کے مقامی مسلمانوں نے کلکٹر صاحب ضلع کرنول اور [illegible] صاحب مسلم [illegible] کو ایک یادداشت روانہ کرتے ہوئے اپیل کی ہے کہ مقامی ضلع کے دو قاضیوں میں سے کسی ایک کو مسلم قاضی تسلیم کیا جا کر مقرر کیا جائے۔ کیونکہ دو قاضیوں کی وجہ مسلمان کشمکش میں مبتلا ہو کر آخر سرکار کا مقرر کردہ قاضی کون ہے۔ اس سلسلہ میں ہم کلکٹر صاحب کرنول سے اپیل کرتے ہیں کہ وہ بہ نفس نفیس اس مسئلہ کی تحقیقات فرمائیں اور قاضیوں کے تعلق سے عوام میں جو بے چینی پائی جا رہی ہے اس کا انسداد فرمایا جائے۔

عبدالعزیز رحمانی کرنولی
ایڈیٹر پرنٹر پبلشر نے دائرہ الکٹرک پریس [illegible] حیدرآباد میں چھپوا کر دفتر عزیز کرنول سے شائع کیا۔

REGD.NO: H-494 خریداری نمبر

TO

FROM: AZIZ FORTNIGTLY KURNOOL(A.P)